Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 50 | شمارہ: 19

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 200 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

16 صفر 1422 ہجری 10 ہجرت 1380 ہش 10 مئی 2001ء

اخبار احمدیہ

قادیان 5 مئی (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سابقہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کی قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے بصیرت افروز تفسیر بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کے تابع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان بالخصوص مومنوں کیلئے رؤف و رحیم تھے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷/ اپریل ۲۰۰۱ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صفات باری تعالیٰ کا مضمون چل رہا ہے اور اس ضمن میں صرف سورہ بقرہ سے آیات اخذ کی گئی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے رحیم ہونے کا ذکر ہے اور ان آیات پر غور کرنے سے رحیمیت کے مختلف معانی انسان پر کھلتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تعلق میں پہلی آیت یہ بیان فرمائی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (سورہ البقرہ آیت ۱۴۴)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں وسطی امت بنادیا تاکہ تم لوگوں پر نگران ہو جاؤ اور رسول تم پر نگران ہو جائے۔ اور جس قبلہ پر تو پہلے تھا وہ ہم نے محض اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم اسے جان لیں جو رسول کی اطاعت کرتا ہے بالمقابل اسکے جو ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے اگرچہ بات بہت بھاری تھی مگر ان پر (نہیں) جن کو اللہ نے ہدایت دی اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کر دے یقیناً اللہ لوگوں پر بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ اس کی مختصر تشریح بھی بیان فرمائی۔ فرمایا اس آیت میں اللہ جل شانہ کا تمام بنی نوع انسان کے تئیں ''رؤوف'' اور ''رحیم'' ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام بنی نوع انسان کیلئے رؤوف اور رحیم تھے خاص کر مومنوں کیلئے۔ صفت رحیم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سچی محنت اور جدو جہد کو ضائع نہیں کرتا اور چونکہ مومنین سچی محنت اور بہت جدو جہد کرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کیلئے بالعموم اور مومنین کیلئے بالخصوص رؤوف اور رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے تابع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام انسانوں کیلئے ، خصوصیت کے ساتھ مومنین کیلئے ''رؤوف'' اور ''رحیم'' بنائے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن کے تابع آپ رحمٰن مقرر کئے گئے۔

حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرہ سے متعدد آیات ایسی بیان فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کا ذکر ہے اور جس سے ''رحیم'' کے مختلف معانی و مطالب کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ حضور پُر نور نے ہر آیت کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ قابل وضاحت امور کی مختصر رنگ میں تشریح و توضیح بھی بیان فرمائی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن احادیث کو سامنے رکھا جن سے اسی مضمون کی مختلف رنگ میں وضاحت ہوتی ہے۔

پہلی حدیث حضور پُر نور نے بخاری سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بیان کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے قیامت کے روز میں سخت باز پرس کروں گا ایک وہ جس نے میرے نام پر کسی کو پناہ دی پھر غداری یا دھوکہ بازی کی۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے نام پر پناہ دینے کے بعد پھر دھوکا کرنا بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے یہ سمجھ کر کہ اس شخص نے امان دے دی ہے۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد کو پکڑ کر بیچ دیا اور اس کی قیمت لیکر کھا گیا۔ حضور پُر نور نے فرمایا کہ مستشرقین کی طرف سے مسلمانوں پر تو بہت اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے غلامی کو جاری کیا حالانکہ قرآن کریم نے جس طرح غلامی کو ختم کیا ہے اور غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اس کی کوئی مثال کسی الٰہی کتاب میں نظر نہیں آتی۔ اس کثرت سے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابی نے ساٹھ ہزار غلاموں کو (جو کہ مسلمان نہیں تھے) غیروں سے خرید کر آزاد کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اعتراض تو ان پر ہے کہ ویسٹ انڈیز اور امریکہ میں جو کالے آباد ہیں انہیں غانا سے پکڑ پکڑ کر اور زنجیروں میں قید کر کے وہاں بھجوایا جاتا تھا۔ اسی طرح افریقہ کے دیگر ممالک سے پکڑ کر باہر کی نو آبادیات میں بھجوا دیا جاتا تھا۔ اور ان سے ظالمانہ اور مفت کام لیا جاتا تھا۔ فرمایا کہ جن جہازوں کے ذریعہ انہیں لے جایا جاتا وہاں انہیں اس طرح قید کیا جاتا کہ بلیک ہول بھی اس کے سامنے کچھ چیز نہیں۔ نہائت ہی ظالمانہ طریق پر انہیں چھوٹے چھوٹے کمروں میں ٹھونس دیا جاتا۔ فرمایا یہ بنی نوع انسان کو غلامی سے نجات دلانے والے لوگ اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھیں کہ انہوں نے کتنے کتنے ظلم کئے ہوئے ہیں اور ایک پوری دنیا ہے امریکہ کی جس میں کالوں کو اپنا مظلوم غلام بنا کر رکھا گیا اور اب جو آزادی کی لہر چلی ہے اس میں بھی ان کے ساتھ لازماً دوسرا سلوک ہوتا ہے یعنی بے رحمی کا ان کو ہر اعلیٰ تعلیم میں اوپر آنے سے کئی بہانوں سے روک دیا جاتا ہے اور سیاست میں غلبہ سے روک دیا گیا ہے حالانکہ وہ بڑی بھاری تعداد میں وہاں موجود ہیں۔ فرمایا اسلام پر ظلم اور غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنا یہ حال ہے کہ کروڑوں کو غلام بنایا اور ظالمانہ طور پر غلام بنایا اور اب آزادی کے دور میں بھی پوری طرح آزادی انہیں نصیب نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آزاد کو پکڑ کر غلام بنانے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا بلکہ جنگی قیدیوں کو غلام بنایا جاتا تھا اس لئے کہ اس زمانہ میں الگ فوجی قید خانے نہیں ہوا کرتے تھے اور انہیں معاشرے کو تباہ کرنے کیلئے آزاد نہیں چھوڑا جا سکتا تھا لہٰذا اس مجبوری کے تحت انہیں گھروں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ ورنہ آزاد کو غلام بنانے کی کوئی ایک سند بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملتی۔ آخر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیسرا وہ شخص جو مزدور سے پورا پورا کام لے لیکن اس کو مزدوری بھرپور نہیں دے۔ حضور پُر نور نے فرمایا کہ رحیمیت کا اس سے خصوصیت سے تعلق ہے جو لوگ مزدور سے پورا کام لیتے ہیں لیکن مزدوری پوری نہیں دیتے یہ بھی بڑا ظلم کرنے والے لوگ ہیں۔

حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ضمن میں چند احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پیش فرمانے کے بعد اپنے اس بصیرت افروز خطبہ کو ختم کیا۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مجلس عرفان

(منعقدہ ۲/جون ۲۰۰۰ء بمقام بیت السلام برسلز۔ بلجیم)

(مرتبہ: نصیر احمد شاھد۔ مبلغ سلسلہ بلجیم)

مورخہ ۲/جون ۲۰۰۰ء بروز جمعۃ المبارک نماز مغرب وعشاء سے قبل نو بجے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس عرفان منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں پوچھے جانے والے بعض سوال مع جوابات اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہیں:

سوال: کیا متبنّیٰ بنانا جائز ہے؟

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے خود حضرت زیدؓ کو متبنّیٰ بنایا تھا۔ جو منع فرمایا ہے اس کو لوگ سمجھتے نہیں۔ وہ یہ ہے کہ اس سے رشتے تبدیل نہیں ہوتے۔ خونی رشتے اسی طرح رہیں گے۔ چنانچہ حضرت زیدؓ کی مطلقہ سے شادی کی حالانکہ وہ مونہہ بولا بیٹا تھا۔ تو نہ رشتے تبدیل ہوتے ہیں اور نہ ورثہ کا قانون بدلے گا۔ اس لئے اگر کسی کو کوئی بیٹا کہے اور اپنائے اور کسی کو پالے تو یہ گناہ نہیں۔ اگر اس کے نام وصیت لکھنی ہو تو وراثت میں جو باقیوں کے حقوق خدا نے مقرر کئے ہیں اس کی ادائیگی کے بعد 1/3 تک وصیت لکھ سکتا ہے لیکن صرف بطور وصیت کے لکھوائے۔

مزید فرمایا کہ اگر بچہ کے والدین کے نام کا علم نہ ہو جیسے بعض لوگ ہسپتال سے بچہ لے لیتے ہیں تو فرمایا وہ تمہارے بھائی ہیں۔ تمہیں میں سے ایک ہے۔ نہ ان کی ذات پات لکھی جاسکے گی اور نہ ان کے والدین کا نام لکھا جاسکے گا۔ **لیکن والدین کا نام تبدیل کرنا جائز نہیں۔ اس بچے کو پتہ ہونا چاہئے کہ میں کس کا بیٹا ہوں۔** بعض بچوں کو ان کے والدین کا نام نہ بتا کر زیادتی کرتے ہیں۔ پھر بڑے ہو کر بچے کو صدمہ پہنچتا ہے۔ ایسے کیس میرے سامنے بھی آئے ہیں۔ بچہ غم سے پاگل ہو سکتا ہے کہ پہلے میں ان کو اپنا ابّا امّی سمجھتا تھا لیکن دراصل کوئی اور ہیں۔

☆......☆......☆......☆

سوال: یورپ میں مذہبی اقدار کے تنزّل اور مذہب سے بیزاری کی حالت دور کرنے کے لئے اور خدا کی طرف لانے کے لئے کیا کسی بڑے انقلاب کی ضرورت ہے یا تباہی کی؟

جواب: اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ لازماً اس کی ضرورت ہے اور قرآن کریم میں اس کی پیشگوئی موجود ہے جسے ہم تیسری عالمی جنگ کہتے ہیں۔ قرآن کے مطابق یہ ہولناک عالمی ایٹمی جنگ اتنی ہولناک ہوگی کہ علاقوں کے علاقے بالکل بیکار اور زندگی سے محروم ہو جائیں گے۔ اس جنگ سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے بھی خبر دی ہے۔ اس کے بعد جب بڑی طاقتوں کا غرور ٹوٹے گا تو ان کے عوام کا پھر اسلام کی طرف رجوع ہوگا۔

☆......☆......☆......☆

سوال: کیا انسان اتنی ترقی کرے گا کہ زمین چھوڑ کر دو تین روشنی کے سالوں (Light years) کے سفر کے بعد دوسرے سیاروں پر جاسکے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ اس رفتار سے کوئی زمینی طیارہ چل ہی نہیں سکتا۔ ان کی رفتار ۲۵، ۳۰ ہزار میل فی گھنٹہ زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ جو بات آپ کر رہے ہیں وہ ہے ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل۔ تو اس رفتار سے انسان سفر کر ہی نہیں سکتا۔ اور اگر ۲۵ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرے تو کئی عمریں اور کئی نسلیں گزر جائیں گی۔ تو یہ بات ایسی ہے جو ناممکن ہے۔

☆......☆......☆......☆

سوال: ایک دوست نے ایک عیسائی پادری کی بات بتائی کہ وہ کہتا ہے کہ اس کا عقیدہ اس کی کتاب اور اس کا خدا میرے عقیدہ، میری کتاب اور میرے خدا سے کیسے کمزور ہو سکتا ہے۔ ایسے عیسائی کو کیسے جواب دیا جا سکتا ہے؟

جواب: اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ احمدی بچے بھی عیسائی پادری کو شکست دے سکتے ہیں، اس کے چھکے چھڑا سکتے ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ اپنا علم بڑھائیں۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا ہے کہ اگر تم میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو تم وہ سارے کام کر سکو گے جو میں نے کئے ہیں۔ اتنی سی بات آپ پکڑ لیں تو ناممکن ہے کہ عیسائی جیت سکے۔ اس سے پوچھیں کیا تم عیسیٰ پر ایمان رکھتے ہو جو مجھے اس کی طرف بلا رہے ہو۔ حضور نے فرمایا کہ ان کا تو ایمان ہی نہیں۔ وہ آپ کو کیسے اپنی طرف بلا سکتے ہیں۔ اگر کہے کہ ایمان ہے تو اسے کہو کہ وہ باتیں کر کے دکھاؤ جو مسیح نے کی تھیں۔

حضور نے ذاتی تجربہ بیان فرمایا کہ سوئٹزرلینڈ میں ایک عیسائی پادری خاتون نے جو بہت انتہا پسند تھی مجھے کہا کہ میرے لئے کیا دلیل ہے؟ اس پر میں نے کہا کہ آپ عیسیٰ کی طرف بلاتی ہیں اور عیسیٰ پر خود آپ کا ایمان نہیں۔ کہنے لگی میرا تو ایمان ہے۔ پہلے پکی ہو گئی۔ پھر میں نے کہا کہ آپ کا ایمان ہے کہ مسیح نے کہا تھا کہ اگر رائی برابر بھی تم میں ایمان ہو تو تم وہ سارے کام کر سکو گے جو میں کرتا ہوں اور آپ جانتی ہیں کہ مسیح پانی پر چلتا تھا۔ کل صبح دس بجے Lake Zurich کے کنارے آجائیں۔ میں اور ساری جماعت بھی وہاں جائیں گے۔ آپ ایک طرف سے چلنا شروع کر دیں اور اگر دوسرے کنارے پر آپ پہنچ گئیں تو ہم تمہاری بیعت کر لیں گے۔ اگر رستہ میں ڈوب گئیں تو آپ کا خدا ڈوب گیا۔ اگلی صبح ہم وقت پر وہاں پہنچے۔ اس کا نام و نشان نہیں ملا۔ ایک اتنا چھوٹا سا مسئلہ یاد رکھیں تو عیسائی یوں بھاگتے ہیں جیسے پنجابی میں کہتے ہیں "کاں غلیلے تو نٹھدا"۔ فرمایا احمدیوں سے عیسائی بہت بھاگتے ہیں، فکر نہ کریں۔

☆......☆......☆......☆

سوال: حال ہی میں مولوی یوسف لدھیانوی کا قتل ہوا ہے کیا مباہلہ سے اس کا تعلق ہے؟

جواب: اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہاں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہم اسے بار بار مباہلہ کی چٹھیاں بھجواتے رہے۔ تو وہ ہمیں جواب نہیں دیتا تھا۔ اس کا ایک بیان اخباروں سے نکل آیا ہے۔ وہ کہتا ہے، اور جھوٹ کہتا ہے، کہ مرزا طاہر احمد وہاں فالج سے لندن میں پڑا ہے اور کوئی اس کا پرسان حال نہیں مگر میری دعا یہ ہے اپنی سچائی کے ثبوت کے طور پر، کہ وہ میری زندگی میں مر جائے۔

اب دیکھو کون کس کی زندگی میں مرا۔ اور اس کا مرنا بھی حیرت انگیز ہے۔ کس طرح کس نے اسے شوٹ کیا اور کیوں کیا؟ حضور نے فرمایا غالباً اس لئے قتل کیا گیا کہ وہ ایک بہت ہی خطرناک منصوبہ کے لئے افغانستان گیا تھا۔ اور جو بھی منصوبہ اس کے دماغ میں تھا اس کو آہستہ آہستہ Unfold کرنا تھا۔ تو اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے کسی ذریعہ سے اسے گولی سے اڑوا دیا۔ تو کون جیتا، احمدیت یا وہ؟ اور اس کا کالم "خطوں کے جواب" پڑھیں جن کو بہت اٹھا رہے ہیں اتنے بیہودہ اور احمقانہ جواب ہیں کہ آدمی حیران ہوتا ہے کہ یہ مولوی ہے، کوئی علم دین رکھتا بھی ہے یا نہیں۔ نہایت ہی کٹر اور انتہا پسند جواب دیتا تھا جن کا حقیقت سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ اور جو کالم جنگ میں چھپتا ہے وہی اس کو جھٹلانے کے لئے کافی ہے۔

☆......☆......☆......☆

سوال: احمدیوں سے متعلق پاکستان کے موجودہ حالات میں حضور کی کیا رائے ہے؟

جواب: اس پر حضور نے فرمایا کہ میری رائے یہی ہے کہ مولوی، جنرل مشرف کے کندھے پر چڑھ گیا ہے۔ اس وقت مولویوں کی فوج حکومت کر رہی ہے۔ اس سے زیادہ بڑائی مولوی کو کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ مگر پھر بھی ناکام ہوگا، پھر بھی نامراد رہے گا۔ اس سے زیادہ بڑائی ان کی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ فوج نے احمدیوں کی حمایت کی۔ فوج نے مارشل لاء لگایا، فوج کی وجہ سے احمدی ہم سے بچتے رہے۔ فرمایا اب کر کے دیکھ لیں، ساری فوج ہی ان کے ساتھ ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر بھی انہیں جھوٹا ثابت کرے گا اور ہمیں سچا ثابت کرے گا۔

☆......☆......☆......☆

سوال: خلیفۂ وقت کے ہاتھ کا بوسہ لیتے ہیں یا حضرت مسیح موعودؑ کے کسی اور پوتے کے ہاتھ کا بوسہ لے سکتے ہیں؟

جواب: حضور نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے تھے اور حضور علیہ السلام کے چھوٹے بچوں کے ہاتھ کو بھی وہ بوسہ دیتے تھے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ زبردستی میرے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ میں پسینہ سے بھیگ جاتا تھا۔ تو بوسہ دینا یہ عشق کے معاملات ہیں، رسمیں نہیں ہیں اور نہ ظاہری طور پر فرض ہے۔ جو خلوص سے کسی کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالتا ہے۔

☆......☆......☆......☆

سوال: اگر کوئی شخص جو کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو کسی دوسرے کی جان بچاتے ہوئے اپنی جان کی قربانی دے دے تو کیا وہ جنت میں جائے گا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جنت کا فیصلہ تو خدا نے کرنا ہے۔ مگر اس قسم کی قربانی کی وجوہات کا علم اگر انسان کو ہو کہ وہ کیا تھیں تو پھر ہم کچھ کہہ سکتے ہیں۔ اگر اس نے خالصۃً انسانی ہمدردی کے جذبہ سے کسی کی جان بچائی ہے اور خود جان کھو دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ اس سے احسان کا سلوک فرمائے گا۔ اس سے زیادہ میں نہیں کہہ سکتا۔

دعائے مغفرت

مورخہ 21 فروری 2001 کو خاکسار کے بہنوئی محترم مرزا محمد اسحاق صاحب مرحوم درویش انتقال فرماگئے اس افسوسناک واقعہ کے ٹھیک دس روز کے بعد 3 مارچ 2001 کو خاکسار کے والد محترم مظفر خان صاحب مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف صوم و صلوٰۃ کے پابند اور باقاعدگی سے مسجد احمدیہ بنگال میں اذان دیا کرتے تھے اور نماز تہجد کے پابند تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مرحومین کی مغفرت فرمائے نیز جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ (اعانت بدر ۵۰ روپے)

(عالم الدین خان معلم وقف جدید)

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے عالی مقام، توکل علی اللہ، محبت قرآن کریم، عشق مسیح موعود علیہ السلام، اطاعت امام، عجز و انکسار اور خلافت پر مستحکم یقین سے متعلق نہایت ہی ایمان افروز واقعات کا دلنشیں تذکرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر سے احمدیوں میں توکل کا جذبہ پیدا ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو جو عشق تھا آخرین کے دَور کے آخر تک ویسا عشق کسی کے لئے ممکن نہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۶/ مارچ ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۶/ امان ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - ملٰك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

مِنَ الْمُؤْ مِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ . فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (سورۃ الاحزاب آیت ۲۴)

مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس اُن میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی مَنّت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز (اپنے طرز عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کیا تھا۔ کچھ آپ کے اپنے خطوط کے حوالوں سے، کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان خطوط کے جواب میں جو آپ نے بڑی غیر معمولی تعریف فرمائی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی، اس کے حوالہ سے میں نے کچھ باتیں پیش کی تھیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کو خراج تحسین حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرہ میں دیا گیا ہے کہ مَیں حسرت سے دیکھتا ہوں کہ کاش مجھے بھی اتنی خدمت دین کی توفیق ملے۔

اب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی قبولیت دعا کے بعض نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"مَیں نے کسی روایت کے ذریعہ سنا تھا کہ جب بیتُ اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی ایک دعا مانگ لو وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے"۔ یعنی حج پر جاتے وقت پہلی دفعہ جب بیت اللہ پر نظر پڑی تو پھر جو دعا بھی کرو گے وہ قبول ہو جائے گی۔ "مَیں علوم کا اس وقت ماہر تو تھا ہی نہیں جو ضعیف و قوی روایتوں میں امتیاز کرتا۔ مَیں نے یہ دعا مانگی: "الٰہی مَیں تو ہر وقت محتاج ہوں۔ اب میں کون کون سی دعا مانگوں۔ پس مَیں یہی دعا مانگتا ہوں کہ مَیں جب ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اُس کو قبول کر لیا کر"۔ روایت کا حال تو محدثین نے کچھ ایسا ویسا ہی لکھا ہے مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہی ہو گئی۔ بڑے بڑے نیچریوں، فلاسفروں، دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا اور ہمیشہ دعا کے ذریعہ مجھ کو کامیابی حاصل ہوئی اور ایمان میں بڑی ترقی ہوتی گئی"۔ (مرقات الیقین فی حیات نورالدین صفحہ ۱۱۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو لکھا ہے کہ مقابلہ پر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید نصیب ہوئی۔ یہ ایک جاری تجربہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے مخلصین میں بکثرت ایسے واقعات ملتے ہیں کہ جب ایک موقعہ پر ان کو بظاہر لاجواب کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کی صحیح جواب کی طرف رہنمائی فرمائی اور ﴿ بُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ﴾ والا معاملہ پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"دھرم پال نے جب "ترک اسلام" کتاب لکھی تو اس سے بہت پہلے مجھے ایک خواب نظر آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مولیٰ مجھ سے فرماتا ہے کہ "اگر کوئی شخص قرآن شریف کی کوئی آیت تجھ سے پوچھے اور وہ تجھ کو نہ آتی ہو اور پوچھنے والا منکرِ قرآن ہو تو ہم خود تم کو اس آیت کے متعلق علم دیں گے"۔ جب دھرمپال کی کتاب آئی اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے جواب کی توفیق دی۔ حروفِ مقطعات کے متعلق اعتراض تک پہنچ کر ایک روز مغرب کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان مَیں نے صرف اتنا خیال کیا کہ مولا! یہ منکرِ قرآن تو ہے۔ گو میرے سامنے نہیں۔ یہ مقطعات پر سوال کرتا ہے۔ اُسی وقت یعنی دو سجدوں کے درمیان قلیل عرصہ میں مجھ کو مقطعات کا وسیع علم دیا گیا"۔

اب اللہ تعالیٰ جو وسیع علم عطا فرماتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ ساری تفصیل میں جتنی دیر لگتی ہے اتنی دیر انسان بیٹھا رہے۔ وہ تو ایک لمحہ ہے جس میں ساری عقدہ کشائیاں ہو جاتی ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عقدہ کشائی دو سجدوں کے درمیان جتنا تھوڑا سا قعدہ انسان کرتا ہے اسی کے اندر ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے ایک رسالہ نورالدین میں مقطعات کا جواب لکھا۔ پھر فرماتے ہیں اسے لکھ کر میں خود بھی حیران ہو گیا کہ اتنی عظیم الشان تفسیر مجھے اتنی جلدی کیسے سمجھ آئی۔ (مرقات الیقین فی حیات نورالدین صفحہ ۱۷۲، ۱۷۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک پر تاثیر دعا کا اور اس کی قبولیت کا نمونہ

"آج مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ مَیں نے سمجھا اب اس دنیا میں نہیں رہوں گا۔ سو مَیں نے دو رکعت نماز پڑھی اور الحمد شریف کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الضُّحٰی اور دوسری رکعت میں اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کی تلاوت کی۔ پھر مَیں نے دعا کی۔ الٰہی! ہم پر ہر طرف سے غدر ہو گیا.......... الٰہی اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے۔ مسلمان اوّل تو ست ہیں پھر دینِ اسلام قرآن کریم اور نبی کریمؐ سے بے خبر۔ تو ان میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوتِ جاذبہ ہو، وہ کاہل و ست نہ ہو، ہمت بلند رکھتا ہو۔ باوجود ان باتوں کے وہ کمال استقلال رکھتا ہو۔ دعاؤں کا مانگنے والا ہو۔ تیری تمام یا اکثر رضاؤں کو پورا کیا ہو۔ قرآن و حدیث سے باخبر ہو۔ پھر اس کو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو۔ تباغض ان میں نہ ہو"۔ یعنی ایک دوسرے سے بغض کرنا۔ "اس جماعت کے لوگوں میں خوب ہمت اور استقلال ہو۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوں اور ان پر عامل اور دعاؤں کے مانگنے والے ہوں۔ ابتلاء تو ضرور آویں گے۔ ان ابتلاؤں میں ان کو ثابت قدمی عطا فرما۔ ان کو ایسے ابتلاء نہ آئیں جو ان کی طاقت سے باہر ہوں"۔

(مطبوعہ الحکم ۷/ اپریل ۱۹۱۴ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی یہ دعا بڑی جامع مانع ہے۔ مگر سب کو اس کی تفصیل یاد نہیں رہتی، نہ رہ سکتی ہے۔ پس خلاصہ کلام یہی ہے کہ جب کوئی مشکل مقام قرآن کریم کا سمجھ میں نہ آئے تب بھی عاجزی سے اپنی لاعلمی کا خدا کے حضور اقرار کریں اور اسی سے دعا مانگیں۔ پھر جب کسی دشمن سے مناظرہ کرنا پڑے، اگرچہ عام طور پر اب تو مناظرے نہیں کئے جاتے لیکن اس زمانہ میں بہت مناظرے کئے جاتے تھے، تو اس وقت بھی اگر اللہ اور رسول کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ سے یہ استدعا کی جائے کہ وہ مناظرے میں غلبہ عطا فرمائے تو غیر معمولی غلبہ کے سامان پیدا ہوتے ہیں جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مَیں نے بھی اپنی ذات میں یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ پہلے زمانوں میں، خلافت سے بہت پہلے کی بات کر رہا ہوں، جب بھی مجالس سوال و جواب میں ایسا موقعہ پیش آتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب اس کا میرے پاس جواب نہیں ہو گا لیکن ادھر سوال ختم ہوا ادھر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب القاء ہو جاتا تھا اور واقعۃً بُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ والی کیفیت پیدا ہوتی تھی۔

چوہدری غلام محمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اول کی دعا کی قبولیت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"۱۹۰۹ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکان گر گئے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں روز حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ آج میں نے وہ دعا کی ہے جو حضرت رسول کریم ﷺ نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی"۔ وہ کون سی دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ بارش برسنے کی دعا تو آپ نے بارہا کی تھی مگر بارش رکنے کی دعا صرف ایک دفعہ کی ہے۔ اور کہیں کسی حدیث میں یا کسی روایت میں اس کا ذکر نہیں ملتا کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش رکنے کی دعا کی ہو۔ حَوَالَيْنَا وَلَاعَلَيْنَا۔ یعنی ہمارے گرد و پیش تو بے شک برسے۔ اب ہم پر بس کافی ہو گئی ہے۔ "یہ دعا بارش بند ہونے کی دعا تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت ہے کہ اس وقت بارش بہت زور کی ہو رہی تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح اول نے یہ دعا بند کی تو اسی وقت بارش تھم گئی۔ "اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔"

(اصحاب احمد جلدنمبر ۸ صفحہ ۷۱)

سردار عبدالحمید صاحب ریلوے آڈیٹر لاہور نے تحریر فرمایا ہے کہ مَیں دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل ریاست پٹیالہ میں سپرنٹنڈنٹ تھا۔ مجھے لاہور تبدیل کرنے کی تجویز ہوئی۔ تبدیلی کا تصور کر کے مجھے بہت گھبراہٹ ہوئی اور مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا کے لئے لکھا۔ حضور نے حسبِ ذیل جواب دیا۔

"آپ بہت استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ جب انسان کسی دروازہ پر بھروسہ کر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ دروازہ بند کر دیتا ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تاجروں کی دوکان میں کبھی نقصان ہو جاتا ہے تو وہ تجارت پر گھمنڈ نہ کریں۔ زمیندار کا خرمن جلتا ہے۔ اس طرح ایک حال سے دوسرے حال پر بدلاتا ہے یہاں تک کہ اللہ ہی بھروسہ ہو جائے۔ آپ ذرہ بھی نہ گھبرائیں۔ اللہ تعالیٰ خالق، مالک، رازق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز آپ کو ضائع نہیں کرے گا"۔

وہ لکھتے ہیں: "حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں میرا تبادلہ بمنظوری مہاراجہ بہادر ریاست پٹیالہ دسمبر ۱۹۱۰ء لاہور ہو گیا اور وہ تبادلہ میرے لئے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا اور مَیں ایک آزاد افسر کی حیثیت سے ریاست کی چونتیس (۳۴) سال سروس کر کے ۱۰ اپریل ۱۹۳۵ء کو پنشن پر ریٹائر ہوا اور اسی دن جیمز کری اینڈ کمپنی، ریلوے آڈیٹرز (James Currie & Co. Railway Auditors) لاہور میں ملازم ہو گیا۔ پارٹیشن کے بعد مالکان کمپنی جو انگریز تھے ۱۹۴۹ء میں لندن چلے گئے اور کمپنی میرے نام منتقل کر گئے۔ یکم اپریل ۱۹۴۹ء سے مَیں اس کمپنی کا بحیثیت پروپرائٹر کام کر رہا ہوں اور جب تک اللہ چاہے گا یہ کام جاری رہے گا، اور، یہ عظیم مرتبہ اور یہ اتنی بڑی جائیداد یہ سب چیزیں محض حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی دعا ہی کا نتیجہ تھیں۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سبز پگڑی والے مشہور ہیں وہ ہمیشہ سبز پگڑی پہنا کرتے تھے۔ ان کی روایت ہے:

"۱۹۱۰ء میں طاعون کی وبا دوبارہ قادیان میں پھیل گئی اور مَیں بھی اس بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جتنے بھی غیر احمدی اس وبا کا شکار ہوئے تھے کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے جس وقت کسی کو طاعون ہو جاتی تو فوراً اس کی قبر کھودنے کا انتظام کر دیا جاتا۔ میرا مرنا بھی مشہور ہو گیا۔ میرے والدین کو اس بات کا شدید صدمہ تھا۔ بار بار حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی خدمت میں حاضر ہو کر میری حالت سے آگاہ کرتے رہے۔ ایک دن میری حالت اتنی خراب ہو گئی کہ لمحوں کا مہمان نظر آنے لگا اور موت کے آثار دکھائی دینے لگے۔ میرے والد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے پاس نماز ظہر کے وقت مسجد اقصیٰ میں پہنچے۔ حضور نے میرے والد صاحب سے پوچھا کہ بچے کا کیا حال ہے۔ میرے والد صاحب نے جواب دیا کہ اب آخری وقت معلوم ہوتا ہے اور آنسو ٹپکنے شروع ہو گئے۔ حضور نے مصلے پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ میاں صاحب کا بیٹا سخت بیمار ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے دربار میں اس کی صحت کے لئے ایسے دردِ دل سے دعا کریں جو خدا تعالیٰ منظور ہی کر لے اور پھر نماز میں بہت گڑگڑا کر دعا کی گئی۔ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب میرا بچہ ضرور اس موذی مرض سے شفا پائے گا۔ نماز کے بعد حضور نے بھی میرے والد صاحب کو تسلی دی۔ جب آپ گھر کے پاس پہنچے تو مکرم بابا حسن محمد صاحب والد مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا ملے اور کہنے لگے کہ مجھے آپ کے بیٹے کا بہت افسوس ہے۔ میرے والد صاحب گھبرا گئے اور گھر تک دونوں ہی آئے۔ پتہ چلا کہ مجھے بیہوشی ہے مگر سانس چلتا ہے۔ آپ نے سجدہ شکر کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے قدرے ہوش آیا اور مَیں نے اپنا خواب سنانا شروع کیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مَیں فوت ہو گیا ہوں اور مجھے نہلا کفنا کر عید گاہ والے قبرستان میں لے گئے ہیں۔ میری آنکھیں بند ہیں مگر مَیں سب کچھ دیکھتا ہوں"۔

یہ جو تجربہ ہے Near Death کا تجربہ، اس پر بہت سے سائنسدانوں نے تحقیق کی ہے اور حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں کہ بسا اوقات ایک انسان کو مردہ سمجھ کر جب سب ڈاکٹر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو اس کی روح سارا نظارہ دیکھتی ہے جو پیچھے ہو رہا ہے۔ ہمارے ڈاکٹر حمید مرحوم، ان کی بیگم ساجدہ صاحبہ ان کا بھی یہی تجربہ ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ ڈاکٹروں کی باتیں مصنوعی نہیں بلکہ سچ مچ ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہ کینسر کی مریضہ تھیں۔ انہوں نے بھی ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں فوت ہو گئی ہوں اور پورا ہسپتال کا نظارہ دکھایا گیا اور وہ کمرے بھی جو وہ جانتی بھی نہیں تھیں کہ وہاں اس قسم کے کمرے ہیں وہ کمرے بھی دکھائے گئے اور لوگ وہاں جا کر چھپ چھپ کر روتے تھے۔ پھر اچانک میری دعا کے نتیجہ میں جو اس ساعت میں مَیں نے دعا کی کہ اے مولا! ابھی نہیں، ابھی کچھ دیر مجھے اور گزارنے دے۔ میری روح واپس آئی اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ جب یہ واقعہ ہوا تو انہوں نے سارے ہسپتال کا نقشہ دکھا دیا کہ یہ یہ کمرہ تھا، یہاں یہ ہو رہا تھا، وہاں وہ ہو رہا تھا اور وہ بالکل اسی طرح تھا۔ اب میں روایت کی طرف واپس آتا ہوں۔

"تھوڑی دیر بعد مجھے قدرے ہوش آیا اور میں نے اپنا خواب سنانا شروع کیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں فوت ہو گیا اور مجھے نہلا کفنا کر عید گاہ والے قبرستان میں لے گئے ہیں۔ میری آنکھیں بند ہیں مگر میں سب کو دیکھتا ہوں اور ان کی باتیں سنتا ہوں مگر بول نہیں سکتا۔ میری چارپائی کو قبر کے پاس لے جا کر رکھ دیا ہے اور شیخ جھنڈو خوجہ جو ہمارا ہمسایہ تھا اور جس کی فروٹ کی دوکان مسجد اقصیٰ کے کونے پر تھی میری قبر کو صاف کر رہا تھا۔ جب کفن میں سے مَیں نے اسے صفائی کرتے دیکھا اور بلا کر کہا کہ مَیں نے دوبارہ اس دنیا میں نہیں آنا ذرا لحد کو خوب صاف کر دو۔ اس نے جواب دیا کہ مَیں نے لحد کو خوب صاف کر دیا ہے اور اب مَیں اس میں باریک ریت بچھانے لگا ہوں تاکہ کوئی کنکر وغیرہ نہ چبھے اور بیچ میں لیٹ کر دیکھتا ہوں کہ لحد تنگ تو نہیں ہے اور پھر خود اس میں لیٹ جاتا ہے۔ اور مجھے ایک خوبصورت مسجد دکھائی دیتی ہے اور مَیں شیخ صاحب سے کہتا ہوں کہ تم قبر کو اچھی طرح صاف کر دو مَیں جاتے جاتے آخری مرتبہ نماز مسجد میں ادا کر آؤں۔ مَیں اٹھ کر مسجد میں چلا گیا اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگا تو مجھے ہوش آ گیا اور شیخ صاحب قبر ہی میں رہ گئے۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد شیخ صاحب کے مکان سے رونے کی آواز یکبارگی میرے کان میں پڑی تو مَیں نے کہنا شروع کر دیا کہ شیخ جھنڈو فوت ہو گئے ہیں۔ مگر میری کمزور حالت کو دیکھ کر میرے والدین نے شیخ جھنڈو کی وفات کی خبر مجھ سے چھپائے رکھی مگر مَیں نے دریافت کر کے ہی چھوڑا کہ واقعی شیخ صاحب قبر میں پہنچ گئے ہیں۔ مَیں خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے تندرست ہو گیا۔ صرف میری دائیں آنکھ پر اس بیماری کا اثر پڑا، باقی جسم ٹھیک رہا۔ الحمد للہ۔ چونکہ میں سخت بیمار رہا تھا اور کمزوری حد سے تجاوز کر چکی تھی اور کچھ کھانے پینے کو جی نہ چاہتا تھا۔ گھر والے کچھ نہ کچھ کھانے پر مجبور کرتے۔ ان کے بار بار اصرار پر مَیں نے کہا کہ دال ماش کی کھچڑی پکائیں اور اس میں سے نصف حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کھائیں گے تو پھر مَیں کھاؤں گا ورنہ کچھ نہیں کھاؤں گا۔ میری والدہ صاحبہ اسی وقت حضور کے گھر گئیں اور سارا قصہ سنا دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت حکم دیا کہ اسی قسم کی کھچڑی بناؤ۔ لہذا ایسا ہی کیا گیا اور اس میں سے دو چار لقمے حضور نے کھائے اور باقی حصہ چمچ سمیت میرے لئے بھیج دیا۔ متواتر ایک ہفتہ حضور اسی طرح کرتے رہے۔ اے خدا اُن کو جنت الفردوس میں خاص مقام عطا فرما اور ان کی اولاد پر بھی رحم فرما"۔

('میری یادیں' حصہ اول از حضرت مولانا محمد حسین صاحب صفحہ ۱۶،۱۸)

حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی کی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں ایک روایت ہے۔

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Sonika
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34 A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

"ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک احمدی فوجی انڈین آفیسر ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضورؓ! آپ دعا کریں کہ میں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے"۔اس احمدی فوجی کا نام یہاں نہیں لکھا ہوا۔ بہر حال شیخ فضل احمد صاحب کی روایت ہے یہ۔

"حضور آپ دعا کریں کہ میں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے۔ میں نے کہا کہ ہمیں تو آپ کے قواعد کا علم نہیں ہے۔ معلوم نہیں کہ تمغہ کس طرح ملا کرتا ہے۔اس نے کہا کہ میڈل اُسے ملتا ہے جو لڑائی میں جائے۔ میں نے کہا کہ پھر آپ کو بغیر لڑائی میں جانے کے کیونکر مل سکتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں۔ ہم نے کہا۔ اچھا ہم دعائیں کریں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ آئے اور بتلایا کہ حضور کی دعا سے مجھے تمغہ مل گیا ہے۔اور دریافت کرنے پر بتلایا کہ میں بیس (Base) کیمپ میں تھا کہ میرے نام حکم پہنچا کہ لڑائی کے میدان میں پہنچو۔ میں ڈرا مگر چل پڑا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا مگر وہ سرحد پار کر چکا تھا جس کے عبور کرنے پر ایک فوجی افسر تمغہ کا حقدار تصور ہوتا ہے"۔ یعنی لڑائی کی وہ حالت جس سے آگے جب کوئی نکل جائے پھر لڑائی میں حصہ لے یا نہ لے اس کو تمغہ مل جاتا ہے۔"کہ پھر حکم ملا کہ واپس چلے آؤ، صلح ہو گئی ہے اور لڑائی بند ہے۔ اس طرح حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے میں لڑائی پر بھی نہیں گیا اور مجھے تمغہ بھی مل گیا۔

(اصحاب احمد جلد نمبر ۳ صفحہ ۷۷)

پھر فرماتے ہیں کہ:

"دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست تھے جن کی عمر اسّی برس کے قریب تھی۔ میرے ساتھ وہ بڑی ہی محبت کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ مَیں نے اُن کو بہت ترغیب دی کہ آپ شادی کرلیں مگر وہ مضائقہ کرتے تھے۔ میری وجاہت بھی ان کے دل پر بڑی تھی۔ آخر انہوں نے شادی بھی کرلی۔ اللہ تعالیٰ کے عجائبات قدرت میں سے ہے کہ اُن کے گھر میں حمل ہو گیا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی ...... دوسرے سال پھر حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا ...... میری طبّی آمدنی اُس وقت اتنی قلیل تھی کہ ہم میاں بیوی دو آدمیوں کے لئے بھی گونہ مشکلات پڑ جاتے تھے۔ جب اُن کے لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے بعض آدمیوں کو مبارکباد کے لئے میرے پاس روانہ کیا۔ میری حالت تو خود بہت کمزور تھی مگر مجھے کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑا"۔ جب بچہ پیدا ہو تو رواج ہے۔ یہ آجکل بھی چل رہا ہے کہ بچہ کی منہ دکھائی پر کچھ پیش کیا جاتا ہے۔ کوئی بچے کے سوٹ، کوئی اور تحفہ۔ "میری حالت تو خود بہت کمزور تھی مگر مجھے کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑا۔ پھر ایک دفعہ مَیں چھاؤنی شاہ پور میں گیا۔ وہاں سے مجھے کچھ روپے مل گئے تھے۔ مَیں اس خیال سے کہ انہوں نے مجھے کچھ مالی امداد نہیں دی، ان کے گاؤں چلا گیا۔ وہ اپنے گاؤں کے بہت سے وہ لڑکے جو اُن کے لڑکے کے قریب پیدا ہوئے تھے جمع کر کے لائے اور سب کو کہا کہ تم سلام کرو۔ مجھ کو ان لڑکوں کی تعداد اور اپنی جیب کے روپیوں میں کچھ مناسبت معلوم نہ ہوئی تو مَیں نے جو کچھ میری جیب میں تھا، سب اُن کے لڑکے کو دے دیا۔ اس کو انہوں نے فال نیک سمجھا گویا یہ لڑکا امیر ہو گا اور باقی لڑکے اس کے دست نگر رہیں گے۔ اس کے ہاتھ سے ان بچوں کو تقسیم کرا دیا۔ جب مَیں گھر میں پہنچا تو ایک میرے مکرم دوست حکیم فضل الدین نے مجھ سے کہا کہ یہ تو یوں کچھ دیتے نہیں، آپ اس لڑکے کے لئے ایک لباس بنوا کر بھیج دیں۔ وہ لباس بمبئی میں تیار کرایا گیا۔ جیسا وہ قیمتی تھا ویسا ہی وہ عمر کے لحاظ سے جوان آدمی کے قابل تھا۔ وہ لباس مَیں نے کسی آدمی کی معرفت ان کو بھیج دیا۔ اس لباس کی وسعت مقدار کو دیکھ کر اُس رئیس نے یہ تفاؤل لیا کہ یہ لڑکا جوان ہو گا اور وہ لباس جوانی کے وقت کے لئے محفوظ رکھا"۔ یعنی جو لباس تیار کیا تھا وہ بچہ کا نہیں تھا بلکہ بڑی عمر کے انسان کے لئے تھا۔ "جب وہ آدمی واپس آیا تو مَیں نے حکیم فضل الدین صاحب سے کہا کہ مال کا نام قرآن کریم نے فضل رکھا ہے۔ یہ فضل سے حاصل ہوتا ہے"۔ اب نماز کے لئے جب آپ مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو اس وقت یہ دعا کرتے ہیں اِفْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر جاتے ہیں پھر دعا کرتے ہیں اِفْتَحْ لِی اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔ تو یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی تشریح ہے کہ فضل مال کو کہتے ہیں۔ "مجھ کو تو یہ فائدہ حاصل ہوا ہے کہ مَیں مخلوق پر قطعاً اب کبھی بھروسہ نہ کروں گا اور خدا تعالیٰ اب مجھ کو اپنے خاص کارخانہ سے رزق بھیجے گا اور مَیں آئندہ ارادہ بھی نہ کروں گا کہ کسی کو قیمتاً دوائی دوں۔ یہ ایک امارت اور دولت مندی کی راہ تھی جو مجھ کو اس دن عطا ہوئی۔ الحمد للہ ربّ العالمین"۔ (مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین، صفحہ ۱۵۵تا ۱۵۷)

ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

"ایک روز بعد مغرب مَیں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا: بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے۔ جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں، وہ جانتے تھے کہ اس کو طب ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں۔ اور مجھے یہ بھی کہا کہ مولوی صاحب! آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانے کو نہیں ہو گا۔ مَیں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔ مَیں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا"۔ (حیات نور صفحہ ۴۷۱)

یہ روایتیں تو بہت کثرت سے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بہت کتب بھی لکھی گئی ہیں لیکن میرے خیال میں اس ذکر خیر سے بھی احمدیوں میں بہت توکل کا جذبہ پیدا ہو گا اور توکل کا مقام بہت عظیم مقام ہے۔ توکل سے ہی حقیقی توحید کا پتہ چلتا ہے۔ اگر توکل نہ رہے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

قرآن کریم سے عشق کے معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بہت ہی بلند تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں، قرآن ہی کافی کتاب ہے"۔

نیز فرمایا: "میں نے دعا کی کہ وہ مجھے ایسی دعا سکھا دے جو ایک جامع دعا ہو۔ پس یہ دعا میرے دل میں ڈالی گئی کہ مضطر ہو کر جو کچھ بھی مانگوں وہ مجھے دے دے۔ اب اس دعا کے ذریعے سے خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کی محبت دی"۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک موقع پر فرماتے ہیں: "میرے پاس کوئی ایسا چاقو نہیں جس سے میں اپنا دل چیر کر تمہیں دکھلا سکوں کہ مجھے قرآن سے کس قدر محبت اور پیار ہے"۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضورؓ مہاراجہ جموں کے شاہی طبیب تھے تو آپؓ نے بعض خدمتگاروں کو جو سب ہندو تھے قرآن سنانا شروع کیا۔ دو روز بعد خزانہ کا افسر رتی رام کہنے لگا: دیکھو! ان کو قرآن شریف سنانے سے روکو، ورنہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔

آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر خدا تعالیٰ نورالدین سے پوچھے کہ تمہیں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے تو مَیں تو یہی کہوں کہ مجھے قرآن مجید دیا جاوے"۔ (حیات نور صفحہ ۳۲۱)

ظاہری قرآن کریم تو سب کے پاس ہوتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کی معرفت عطا کی جاوے۔

حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ کا بیان ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے بار بار شاید پچاس مرتبہ مجھے فرمایا کہ مولوی نورالدین صاحب کی تفسیرِ قرآن، آسمانی تفسیر ہے۔ ان سے قرآن پڑھا کرو اور اگر تم نے دو تین سپارے بھی سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔

یکم اپریل ۱۹۱۳ء کی شام کو مسجد اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو ضعف ہو گیا۔ پہلے بیٹھے پھر لیٹ گئے۔ ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ چلنے کی قوت نہ رہی۔ چارپائی پر اٹھا کر لائے مگر راستہ میں جب مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے گھر نہ لے جاؤ مسجد میں لے جاؤ۔ بمشکل تمام مسجد کی چھت پر پہنچ کر نماز مغرب پڑھی۔ باوجود اس تکلیف کے، بعد نمازِ مغرب ایک رکوع کا درس دیا۔ پھر چارپائی پر اٹھا کر گھر لائے۔ رات کو افاقہ ہوا۔ صبح پھر درس دیا اور بیماروں کو دیکھا"۔ (حیات نور صفحہ ۲۰۶۔۲۰۷)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "مجھے ...... تاریخ ابن خلدون کا شوق تھا۔ کوئی تاجر لایا۔ ستّر روپیہ اُس نے قیمت کہی۔ مَیں نے کہا کہ باقساط تو روپیہ مَیں دیدوں گا، یکدم میرے پاس نہیں ہے لیکن اس تاجر نے قسطوں کو پسند نہ کیا۔ جب مَیں ظہر کی نماز کے لئے مطب میں آیا تو وہ کتاب وہاں رکھی دیکھی۔ ہر چند مَیں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون رکھ گیا ہے لیکن کسی نے پتہ نہ بتایا۔ نہ تاجر کا کچھ پتہ چلا۔ کبھی کبھی مَیں مطب میں ذکر کر دیا کرتا تھا۔ آخر ایک دن ایک بیمار نے کہا کہ یہ کتاب ایک سکھ رکھ گیا تھا جس کو مَیں صورت سے تو پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا۔ وہ یہاں تحصیل میں بہت آتا جاتا رہتا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اس سکھ کو لے آیا۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ یہ کتاب آپ نے کس طرح رکھی۔ اس نے کہا کہ "آپ کی مجلس میں ذکر ہوا تھا کہ آپ کے پاس روپیہ نہیں لہٰذا مَیں نے ستّر روپیہ دے کر کتاب خرید لی اور یہاں رکھ دی تھی اور یہ ستّر روپیہ مَیں نے فلاں امیر سے وصول کر لیا تھا کیونکہ ان کا ہم کو حکم ہے کہ نورالدین کو جب کوئی ضرورت ہوا کرے بلا ہمارے پوچھے روپیہ خرچ کر دیا کرو۔ چنانچہ مجھ کو یہ موقع مل گیا اور مَیں نے اُن کے حکم کے موافق

تبلیغ دیں و نشرِ ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

روپیہ خرچ کیا۔ میرے پاس بھی چونکہ ستّر روپیہ آگئے تھے"۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک آپ کے پاس بھی کسی ذریعہ سے ستّر روپے پہنچ گئے تھے۔ "میرے پاس بھی چونکہ ستّر روپے آگئے تھے۔ مَیں نے ستّر روپے اس امیر کے پاس واپس کردیئے۔ میرا آدمی دوپہر کے وقت وہاں پہنچا اور روپے پیش کئے جن کو انہوں نے بڑے غضب اور رنج سے لیا اور اس آدمی کو روٹی بھی نہ کھلائی۔ پھر میرے بڑے بھائی کو بلایا اور کہا کہ ہم نے نوردین کے لئے جب سوچا تو کوئی حد نذرانہ کی ہم کو نظر نہ آئی اس لئے ہم نے یہ تجویز کیا تھا کہ ہم سارے ہی اس کے ہیں اور ہم نے اپنے نوکروں کو حکم دیدیا تھا کہ جب ان کو کوئی ضرورت پیش آئے تو بلادریغ روپیہ خرچ کردیا کریں مگر انہوں نے ستّر روپیہ واپس بھیجا، ہم کو اس سے بہت رنج ہوا ہے۔ اب کیا کریں؟۔ ہمارے بھائی صاحب نے ستّر روپیہ تو آپ سے لے لیا اور اس رئیس سے کہہ دیا کہ ہم اس کو سمجھا دیں گے۔ مجھ کو آکر ملامت کی اور بتادیا کہ وہ ستّر روپیہ ہم نے لے لیا ہے۔ گویا یہ ایک رقم تھی جو ہم کو وصول ہوئی۔ توکّل علی اللہ کی خوشی کے مقابلہ میں یہ رقم مجھ کو واپس لینی گوارا بھی نہ تھی"۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین، صفحہ ۱۵۷۔۱۵۸)

اب حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بھائی نے وہ ستّر روپے جیب میں ڈال لئے اور بیچارے امیر کو پتہ بھی نہیں چلا کہ یہ روپے گئے کہاں۔ لیکن خوش ہو گیا کہ بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کو پہنچ گئے۔

ایک دفعہ ایک دوست اپنی کافی بڑی رقم جو آپؓ کے پاس امانتاً رکھوائی ہوئی تھی، واپس لینے آئے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کے بعد آکر لے جائیں۔ نماز کے بعد آپؓ نے اپنی صدری مولوی محمد جی صاحب کو دی کہ اسے لٹکا دو۔ مولوی محمد جی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے صدری کی جیبوں کی اچھی طرح تلاشی لی لیکن وہ بالکل خالی تھیں اس پر مجھے خیال آیا کہ جیبوں میں تو ایک پیسہ نہیں، دیکھتے ہیں حضورؓ اپنے وعدہ کی ادائیگی کس طرح کرتے ہیں۔ اتنے میں وہ شخص آگیا۔ حضورؓ نے فرمایا، میری صدری پکڑاؤ اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر رقم نکال کر اس شخص کو دیدی اور کہا گن لو۔ اُس دوست نے رقم گنی اور کہا کہ رقم پوری ہے۔ مولوی محمد جی صاحب کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیں یقین ہو گیا کہ رزق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود حضورؓ کا متکفل ہے اور پھر آئندہ تجسس کرنا بھی چھوڑ دیا۔

ایک بہت دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ:

"مہاراجہ کشمیر کی ملازمت چھوڑتے وقت آپؓ کے ذمہ ایک لاکھ پچانوے ہزار روپے کا قرض تھا"۔ اب اندازہ کریں کہ اس زمانے کا روپیہ کتنا ہو گا یعنی آج کل کے حساب سے دیکھا جائے تو لازماً یہ قرض کروڑوں میں پہنچتا ہے مگر چونکہ آپ خدمت خلق پر خرچ کرتے تھے اس لئے بلا تکلف قرض لیتے جاتے تھے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس قرض کی واپسی کا انتظام عجیب طریقہ پر فرمایا۔ "سیاسی حالات کے تحت جب مہاراجہ نے آپؓ کو ملازمت سے فارغ کردیا تو بعد میں اُسے یہ خیال آیا کہ آپؓ کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہوئی ہے۔ چنانچہ اُس نے آپؓ کو واپس بلانے کی کوشش کی تو آپؓ نے (جو اُس وقت قادیان پہنچ چکے تھے) فرمایا کہ اگر مجھے ساری دنیا کی حکومت بھی مل جائے تو میں اس جگہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔...... چونکہ مہاراجہ صاحب کو ناانصافی کا شدت سے احساس تھا اس لئے اُس نے اس کے ازالہ کی یہ تجویز سوچی کہ اب کی مرتبہ جنگلات کا ٹھیکہ صرف اسی شخص کو دیا جائے جو منافع کا نصف حضرت مولوی صاحبؓ کو ادا کرے۔ چنانچہ اسی شرط کے ساتھ ٹنڈر طلب کئے گئے"۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ پر توکل کا کیسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوتا ہے۔"

جس شخص کو یہ ٹھیکہ ملا، جب سال کے آخر میں اُس نے اپنے منافع کا حساب کیا تو خدا تعالیٰ کی حکمت سے اُسے ٹھیک تین لاکھ نوے ہزار روپے منافع ہوا جس کا نصف ایک لاکھ پچانوے ہزار بنتا ہے اور اسی قدر روپیہ حضورؓ کے ذمہ قرض تھا۔ چنانچہ جب یہ روپیہ آپؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ رقم فلاں سیٹھ کو دیدی جائے، ہم نے اُس کا قرض دینا ہے۔ جب دوسرے سال بھی اُسی شرط پر ٹھیکہ دیا گیا اور ٹھیکیدار نے منافع حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؓ نے وہ رقم لینے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ نہ اس کام میں میرا سرمایہ لگا، نہ میں نے محنت کی، مَیں اس کا منافع لوں تو کیوں لوں؟ ٹھیکیدار نے عرض کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور اپنا حصہ لیں ورنہ آئندہ مجھے ٹھیکہ نہیں ملے گا۔ آپؓ نے فرمایا، اب خواہ کچھ ہی ہو، میں یہ روپیہ نہیں لوں گا۔ اُس نے کہا پھر پچھلے سال کیوں لیا تھا؟۔ فرمایا، وہ تو میرے ربّ نے اپنے وعدے کے مطابق میرا قرض اتارنا تھا۔ جب وہ اتر گیا تو اب میں کیوں لوں؟۔ اس پر وہ ٹھیکہ دار واپس چلا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(بھیرہ میں) ایک سرکاری زمین تھی جس کو کمیٹی کی زمین کہتے تھے۔ مَیں نے اپنے ایک دوست مستری سے کہا کہ تم اس زمین پر مکان بناؤ اور ایک ہندو سے کہا کہ تم روپیہ دیدو۔ مکان بننا شروع ہو گیا۔...... اس مکان کے بننے میں جب بارہ سو روپیہ خرچ ہو گیا تو مجھ کو خیال آیا کہ کہیں وہ ہندو اپنا روپیہ نہ مانگ بیٹھے۔ مَیں اسی خیال میں تھا کہ میرے ایک دوست ملک فتح خانؒ صاحب گھوڑے پر سوار میرے پاس آئے اور فرمایا کہ مَیں راولپنڈی جاتا ہوں کیونکہ لارڈ لٹن نے دلّی میں دربار کیا ہے۔ بڑے بڑے رئیس تو دلّی بلائے گئے ہیں اور چھوٹے رئیس جن میں سے وہ ملک فتح خان بھی تھے راولپنڈی جمع ہوں گے اور انہی تاریخوں میں راولپنڈی میں دربار ہو گا۔ ہم راولپنڈی بلائے گئے ہیں۔ مَیں نے اُن کے کان میں چپکے سے کہا کہ مجھ کو بھی دربار میں جانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ گھوڑا ہے، آپ اس پر سوار ہو جائیں۔...... ہم دونوں جب جہلم پہنچے تو وہاں ریل تھی۔ ملک فتح خاں مرحوم تو راولپنڈی چلے گئے۔ مَیں نے کہا: مَیں تو دلّی جاتا ہوں۔ میرے کپڑے بہت میلے ہو گئے تھے اس لئے مَیں نے اپنے کپڑے اتار کر ملک حاکم خاں تحصیلدار جہلم کا ایک پاجامہ، پگڑی اور کوٹ پہن لیا جس کے نیچے کرتہ نہ تھا۔ مَیں سیر کے لئے نکلا اور ٹہلتا ہوا اسٹیشن جہلم پر پہنچا۔ مَیں نے اسٹیشن پر کسی سے پوچھا کہ لاہور کا تھرڈ کلاس کا کیا کرایہ ہے؟ معلوم ہوا کہ پندرہ آنہ۔ اس کوٹ کی جیب میں دیکھا تو صرف پندرہ آنہ کے پیسے پڑے تھے۔ مَیں نے ٹکٹ لیا اور لاہور پہنچا۔ یہاں بڑی گھمسان تھی کیونکہ لوگ دربار کے سبب دہلی جا رہے تھے۔ ٹکٹ ملنا محال تھا اور میری جیب میں تو کوئی پیسہ بھی نہ تھا۔ ایک پادری جن سے کسی مرض کے متعلق طبی مشورہ دینے کے سبب میری پہلے سے جان پہچان تھی، اسٹیشن پر مل گئے۔ ان کا نام گولک ناتھ تھا۔ انہوں نے کہا: آپ کہاں جاتے ہیں؟ ٹکٹ تو بڑی مشکل سے ملے گا۔ مَیں نے کہا مجھ کو دہلی جانا ہے۔ گولک ناتھ نے کہا: مَیں جاتا ہوں اور ٹکٹ کا انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گئے اور بہت ہی جلد ایک ٹکٹ دہلی کا لائے۔ مَیں نے ٹکٹ ان سے لیا اور جیب میں ہاتھ ڈالا تو پادری صاحب کہنے لگے "آپ میری ہتک نہ کریں، معاف کریں"۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اگر پیسے دیں گے تو میری ہتک ہو گی۔ "مَیں اس کے دام نہ لوں گا اور مَیں بھی تو دہلی ہی جاتا ہوں، رستہ میں دیکھا جائے گا"۔ مَیں رستہ میں ان کو تلاش کرتا رہا، وہ نظر نہ آئے اور دہلی کے اسٹیشن پر بھی باوجود تلاش کے مجھ کو نہ ملے۔ اسٹیشن پر اترا تو عصر کا وقت تھا۔ مَیں آہستہ آہستہ اُس سڑک پر چلا جس پر رؤسا کے خیمے نصب تھے۔ مَیں غالباً پانچ میل نکل گیا۔ اب چونکہ آفتاب غروب ہونے کو تھا۔ مَیں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ اتنے میں ایک سپاہی جو حضرت منشی جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ملازم تھا، دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو منشی صاحب بلاتے ہیں۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر مجھے بلانے کے لئے بھیجا ہے۔ مَیں نے کہا: اب تو وقت تنگ ہے، مَیں کل، انشاء اللہ تعالیٰ، اُن کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اُس نے کہا کہ وہ بہت اصرار سے آپ کو بلاتے ہیں۔ مَیں نے پھر بھی کہا کہ کل آؤں گا۔ اُس نے کہا: پاس ہی تو اُن کا خیمہ ہے، آپ ذرا تکلیف کر کے خود ہی اُن سے عذر کر لیں۔ جب مَیں گیا تو وہ حسب عادت بڑی ہی مہربانی سے پیش آئے اور فرمایا کہ میرا ایک نواسہ محمد عمر نام بیمار ہے۔ آپ اس کو دیکھیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں کل آکر دیکھوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ آج رات کو یہیں رہیں، کل ہم آپ کے مکان پر چلیں گے۔ چنانچہ میرے لئے علیحدہ ایک آرام دہ خیمہ کھڑا کردیا اور اگلے روز چونکہ جمعہ تھا، انہوں نے یہ سمجھ کر کہ مکان پر جانے سے تو اس کو ہم نے روک لیا ہے، راتوں رات ہی میرے لئے کپڑے تیار کرادیئے جو مَیں نے اگلے روز پہن لئے۔............ مَیں نے (انہیں) کہا کہ مَیں تھوڑے ہی دنوں آپ کے پاس رہ سکتا ہوں اور میاں محمد عمر کے رسولی ہے، یہ بہت دنوں کے بعد جائے گی اور مَیں گھر میں اطلاع دے کر بھی نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ضرور ٹھہریں اور گھر کے لئے پانسو روپیہ کا نوٹ بھیج دیں۔ مَیں بہت گھبرایا کہ ہم تو بارہ سو کے مقروض ہو کر نکلے تھے اور یہ تو پانسو ہی دیتے ہیں۔ شائد یہ وہ جگہ نہیں جہاں ہمیں جانا ہے۔ خیر مَیں نے وہ نوٹ تو اُس ہندو کو بھجوادیا اور گھر میں لکھا کہ آپ مطمئن رہیں۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد منشی صاحب نے سات سو روپیہ اور دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ جس طرح ممکن ہو آپ بھوپال تک چلیں۔ مَیں نے سمجھا کہ میرا قرضہ تو پورا ہو ہی گیا ہے اب جہاں چاہیں جاسکتے ہیں۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاتِ نورالدین، صفحہ ۱۴۵ تا ۱۴۹)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
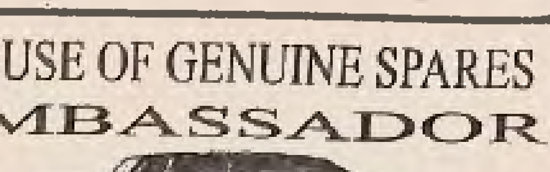
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جیسا عشق تھا اور جو محبت تھی کوئی اور ثانی نہیں۔ حال میں بھی نہیں، نہ اس زمانے میں تھا، آخر زمانے تک، آخرین کا زمانہ بھی ختم ہو گا مگر حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ جیسا عشق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور کسی کا ہونا ممکن نہیں۔ بہت ہی عشق اور لاڈ کا مقام حاصل کیا تھا آپ نے۔ کبھی بہت ہی پیار سے 'ہمارا مرزا' کہہ دیا کرتے تھے۔ کبھی پورا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے حیرت انگیز القابات سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کیا کرتے تھے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جس قدر آدمی ہیں سب کو حضور علیہ السلام سے اپنے اپنے طریق پر محبت تھی مگر جس قدر ادب و محبت حضور سے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو تھی اس کی نظیر تلاش کرنی مشکل ہے۔ چنانچہ ایک دن میں حضرت مولوی صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کر دینے کے لئے فرمایا۔ مگر وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اس وقت مرحومہ امۃ الحیٔ صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آ گئیں۔ حضرت مولوی صاحب اس دوست کا ذکر سن کر جوش سے فرمانے لگے کہ "مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی لڑکی کو نہالی کے لڑکے کو دے دو تو میں بغیر کسی انقباض کے فوراً دے دوں گا"۔ اب نہالی وہاں جمعدارنی تھی۔ تو اندازہ کریں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے عشق کا کیا عالم تھا۔ مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی بیٹی کو نہالی کے سپرد کر دوں تو میں وہ بھی کر دوں گا۔ پھر میر صاحب لکھتے ہیں کہ اب "نتیجہ دیکھو لو کہ بالآخر وہی لڑکی حضور علیہ السلام کی بہو بنی اور اس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعودؑ کا حسن و احسان میں نظیر ہے"۔ (حیات نور صفحہ ۱۸۹،۱۸۸)

جناب محمد صدیق صاحب آف میانی فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ جب آپؓ مطب میں بیٹھے تھے، اردگرد لوگوں کا حلقہ تھا، ایک شخص نے آکر کہا کہ مولوی صاحب! حضورؑ یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضورؑ کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔

پھر جب خلیفہ ہو گئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ **"تم جانتے ہو نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نورالدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا"۔** (حیات نور۔ صفحہ۱۸۹)

ماسٹر دتا صاحب سیالکوٹی کا بیان ہے کہ:

"سن ۱۹۰۰ یا ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے کہ میں دارالامان میں موجود تھا۔ ان دنوں ایک نواب صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں علاج کے لئے آئے ہوئے تھے جن کے لئے ایک الگ مکان تھا۔ ایک دن نواب صاحب کے اہلکار حضرت مولوی صاحب کے پاس آئے جن میں ایک مسلمان اور ایک سکھ تھا اور عرض کیا کہ نواب صاحب کے علاقہ میں لاٹ صاحب آنے والے ہیں۔ آپ ان لوگوں کے تعلقات جانتے ہیں اس لئے نواب صاحب کا منشاء ہے کہ آپ ان کے ہمراہ وہاں تشریف لے جائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں اپنی جان کا مالک نہیں۔ میرا ایک آقا ہے۔ اگر وہ مجھے بھیج دے تو مجھے کیا انکار ہے۔ پھر ظہر کے وقت وہ اہلکار مسجد میں بیٹھ گئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا۔ حضورؑ نے فرمایا: اس میں شک نہیں کہ اگر ہم مولوی صاحب کو آگ میں کودنے یا پانی میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو وہ انکار نہ کریں گے لیکن مولوی صاحب کے وجود سے یہاں ہزاروں لوگوں کو ہر وقت فیض پہنچتا ہے۔ قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں بیماروں کا ہر روز علاج کرتے ہیں۔ ایک دنیاداری کے کام کے لئے ہم اتنا فیض بند نہیں کر سکتے۔

اس دن جب عصر کے بعد درس قرآن مجید دینے لگے تو خوشی کی وجہ سے منہ سے الفاظ نہ نکلتے تھے۔ فرمایا "مجھے آج اس قدر خوشی ہے کہ بولنا محال ہے اور وہ یہ کہ میں ہر وقت اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ میرا آقا مجھ سے خوش ہو جائے۔ آج میرے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ میرے آقا نے میری نسبت اس قسم کا خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر نورالدین کو آگ میں جلائیں یا پانی میں ڈبو دیں تو پھر بھی وہ انکار نہیں کرے گا"۔ (حیات نور صفحہ ۱۸۸،۱۸۷)

اطاعت امام کی ایک اور نادر مثال۔ ۲۲/اکتوبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس، امّ المومنینؓ کو آپ کے خویش و اقارب سے ملانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ ابھی دہلی پہنچے چند ہی دن ہوئے تھے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بیمار ہو گئے۔ اس پر حضور کو خیال آیا کہ اگر مولوی نورالدین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کو تار دلوا دیا جس میں یہ الفاظ تھے کہ "Reach Immedialely" کہ فوری طور پر پہنچو۔ اب Immediate کا جو ترجمہ پیش کیا گیا وہ یہ تھا کہ بلا توقف یہاں آجاؤ۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ اسی حالت میں فوراً چل پڑے۔ نہ گھر گئے، نہ لباس لیا، نہ بستر لیا۔ اور لطف یہ ہے کہ ریل کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ گھر والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے پیچھے سے ایک آدمی کے ہاتھ کمبل بھجوا دیا مگر خرچ بھجوانے کا انہیں بھی خیال نہ آیا اور ممکن ہے گھر میں اتنا روپیہ ہو بھی نہ۔ جب آپ بٹالہ پہنچے تو ایک متمول ہندو رئیس نے جو گویا آپ کی انتظار ہی کر رہا تھا عرض کی کہ میری بیوی بیمار ہے مہربانی فرما کر اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیجئے۔ فرمایا میں نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ اس رئیس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو یہاں ہی لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ وہ ہندو چپکے سے دہلی کا ٹکٹ خرید لایا اور ایک معقول رقم بطور نذرانہ بھی پیش کی۔ اور اس طرح سے آپ دہلی پہنچ کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(حیات نور صفحہ ۲۸۶،۲۸۵)

ایک روایت ہے کہ آپ نے بھیرہ پہنچ کر ایک بہت بڑے پیمانہ پر شفاخانہ کھولنے کا ارادہ فرمایا اور اس کے لئے ایک عالیشان مکان بنوانا شروع کیا۔ ابھی وہ مکان ناتمام ہی تھا کہ آپ کو کچھ سامان عمارت خریدنے کے لئے لاہور جانا پڑا۔ لاہور پہنچ کر جی چاہا کہ قادیان نزدیک ہے حضرت اقدس سے ملاقات بھی کر لیں۔ مگر چونکہ بھیرہ میں ایک بڑے پیمانہ پر تعمیر کا کام جاری تھا اس لئے بٹالہ پہنچ کر فوری واپسی کی شرط پر کرائے کا یکہ لیا۔ جب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قبل اس کے کہ آپ واپسی کی اجازت مانگتے حضور نے خود ہی دوران گفتگو میں فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں۔ آپ نے عرض کیا: ہاں حضور! اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ وہاں سے اٹھے تو یکے والے سے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ۔ آج اجازت لینا مناسب نہیں ہے۔ کل پرسوں اجازت لیں گے۔ اگلے روز حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہو گی آپ اپنی ایک بیوی کو یہاں بلوا لیں۔ آپ نے حسب الارشاد بیوی کو بلانے کے لئے خط لکھ دیا۔ اور یہ بھی لکھ دیا کہ ابھی میں شاید جلد نہ آسکوں اس لئے سردست عمارت کا کام بند کر دیا جائے۔ جب آپ کی بیوی آئیں تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہذا آپ اپنا کتب خانہ بھی منگوا لیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے آپ اس کو ضرور بلا لیں............ پھر ایک موقع پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں دل میں بہت ڈرا کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں وہاں کبھی نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہو گا کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال تک نہ آوے مگر آپ فرماتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے"۔

حضرت ماسٹر عبدالرؤف صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بھیرہ کے کسی رئیس نے آپ کی خدمت میں چٹھی لکھی کہ میں بیمار ہوں اور آپ ہمارے خاندانی طبیب ہیں مہربانی فرما کر بھیرہ تشریف لا کر مجھے دیکھ جائیں۔ آپ نے اس رئیس کو لکھا کہ میں بھیرہ سے ہجرت کر چکا ہوں اور اب حضرت مرزا صاحب کی اجازت کے بغیر قادیان سے باہر کہیں نہیں جاتا۔ آپ کو اگر میری ضرورت ہے تو حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں لکھو۔ چنانچہ اس رئیس نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا۔ حضور نے فرمایا: مولوی صاحب! آپ بھیرہ جا کر اس رئیس کو دیکھ آئیں۔ جب آپ بھیرہ پہنچے تو اس رئیس کا مکان بھیرہ کے اردگرد جو گول سڑک ہے اس پر تھا۔ اسے آپ نے دیکھا اور نسخہ تجویز فرما کر فوراً واپس تشریف لے آئے۔ یعنی بھیرہ کے باہر باہر ہی اس مریض کا گھر تھا جس کو آپ نے دیکھنا تھا۔ وہاں سے آپ چھوڑ کر بھیرہ میں داخل ہی نہیں ہوئے، نہ اپنے زیر تعمیر مکان کی طرف دیکھا، نہ عزیزوں سے ملاقات کی، نہ دوستوں سے ملے بلکہ جس غرض کے لئے حضرت اقدس نے آپ کو بھیجا تھا جب وہ غرض پوری ہو گئی تو فوراً واپس تشریف لے آئے۔ (حیات نور صفحہ ۱۸۵ تا ۱۸۷)

ایک روایت حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ "ایک مرتبہ ایک ہندو بٹالہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری اہلیہ سخت بیمار ہے از راہ نوازش بٹالہ چل کر اسے دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا حضرت مرزا صاحب سے اجازت حاصل کرو۔ اس نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ حضور علیہ السلام نے اجازت دی۔ بعد نماز عصر جب حضرت مولوی صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔ عرض کی: بہت اچھا۔ بٹالہ پہنچے، مریضہ کو دیکھا۔ واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ حضرت! راستے میں چوروں اور ڈاکوؤں کا بھی خطرہ ہے۔ پھر بارش اس قدر زور سے ہوئی ہے کہ واپس پہنچنا مشکل ہے۔ کئی مقامات پر پیدل پانی میں سے گزرنا پڑے گا۔ مگر آپ نے فرمایا خواہ کچھ ہو۔ سواری کا انتظام بھی ہو یا نہ ہو، میں پیدل چل کر بھی قادیان ضرور پہنچوں گا کیونکہ میرے آقا کا ارشاد یہی ہے کہ آج ہی مجھے واپس قادیان پہنچنا ہے۔ خیر یکہ کا انتظام ہو گیا اور آپ چل پڑے مگر بارش کی وجہ سے راستہ

میں کئی مقامات پر اس قدر پانی جمع ہو چکا تھا کہ آپ کو پیدل وہ پانی عبور کرنا پڑا۔ کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں حاضر ہو گئے۔ حضرت اقدس نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا مولوی صاحب رات بٹالہ سے واپس تشریف لے آئے تھے"۔ قبل اس کے کہ کوئی اور جواب دیتا آپ فوراً آگے بڑھے اور عرض کی: "حضور! میں واپس آ گیا تھا"۔ یہ بالکل نہیں کہا کہ حضور! رات شدت کی بارش تھی، اکثر جگہ پیدل چلنے کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہو چکے ہیں۔ اور میں سخت تکلیف اٹھا کر واپس پہنچا ہوں۔ بہر حال اپنی تکالیف کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی پیروی میں واپس قادیان آگئے۔

(حیات نور صفحہ ۱۹۰۔۱۹۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انکساری کس درجہ کی تھی۔ اس کے متعلق حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت میں ایک دفعہ بعض مخالفین نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب اسلام کی ترقی اور تبلیغی وسعت کے متعلق تو بہت بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن آپ نے کچھ مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اپنی جماعت کی شیرازہ بندی کر لی۔ اگر غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کا کام کرتے تو آپ کی سچائی کے متعلق غور کیا جا سکتا تھا۔ جب اس جہت سے کوئی کام نظر نہیں آتا تو بلا ثبوت دعاوی پر کون ایمان لا سکتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ ایک فہرست اُن غیر مسلموں کی بھی تیار کی جائے جو ہمارے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔

چنانچہ حسب الارشاد حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فہرست تیار کی، اب یہ ہے پڑھنے کا خاص مقام، جس میں کچھ اس قسم کے کوائف درج فرمائے:- موجودہ اسلامی نام، سابقہ نام، ولدیت، قوم، سابقہ سکونت وغیرہ۔

جب آپؓ نے یہ فہرست تیار کی تو سر فہرست اپنا نام درج فرمایا۔ جو غیر مسلموں سے مسلمان ہوئے ہیں ان میں سب سے پہلے اپنا نام لکھا:-

موجودہ نام: نورالدین سابقہ نام: نورالدین ولدیت: مولوی غلام رسول

قوم: قریشی سابقہ سکونت: بھیرہ ضلع شاہ پور وغیرہ

آپؓ کے نام کا پہلے نمبر پر اندراج دیکھ کر بعض احباب نے عرض کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو نو مسلموں کی فہرست تیار کرنے کا ارشاد فرمایا تھا اور آپ نے سر فہرست اپنا نام درج کر دیا ہے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ مجھے حقیقی اور اصل اسلام کا شرف تو حضرت اقدس علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوا ہے اس لئے میں نے اپنا نام بھی اس فہرست میں درج کر دیا ہے"۔ (حیات نور صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۴)

اپنی خلافت کے بارہ میں بہت مستحکم یقین تھا اور اس کے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں۔ پہلے بعض خطبوں میں بیان بھی کر چکا ہوں۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول نے مخالفین خلافت کو زیر کر دیا اور جب ان کی شرارتوں کا علم ہوتا رہا تو بعض دفعہ آپ نے مسجد میں کھڑے ہو کر ایسی زوردار تقریر کی کہ اس کے نتیجہ میں ان منافقین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور ایک راوی نے روایت کی ہے کہ ایسی چیخم چہاڑ پڑی، اتنے زور شور سے وہ لوگ روتے تھے کہ لگتا تھا کہ چھت پھٹ جائے گی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے فرمایا کہ تم اس وقت میرے عہد بیعت سے نکل چکے ہو۔ اب جو چاہے دوبارہ عہد بیعت کرے۔ چنانچہ پھر اس مسجد میں خاص موقعہ کی بیعت لی گئی جس میں دوسرے جو بھی مسلمان پہلے سے بیعت میں داخل تھے وہ بھی شامل ہوئے۔ مگر وہ ایک خاص منظر تھا جو خلافت کی حفاظت کے تعلق میں وہاں لوگوں نے دیکھا۔ مولوی محمد علی صاحب، مولوی صدرالدین صاحب وغیرہ وغیرہ بہت سے لوگ جو بعد میں غیر مبایع ہو گئے وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے اور دراصل وہی مخاطب تھے۔ فرماتے ہیں:

"خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا"۔ (حیات نور صفحہ ۳۹۰)

بھارت کی مختلف جماعتوں میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

شمس پور: - مکرم بلوندر خان صاحب کی زیر صدارت شمس پور ضلع پٹیالہ پنجاب میں جلسہ ہوا مکرم منگا خان صاحب نے تلاوت کی خاکسار نے نظم پڑھی بعدہ مکرم سوداگر خان صاحب اور بچوں نے تقریریں کیں۔ مستورات نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ (سید اقبال احمد معلم سلسلہ)

یاد گیر: - ۲۰ فروری کو بعد نماز مغرب وعشاء مسجد احمدیہ یادگیر کرناٹک میں زیر صدارت محترم عبدالسلیم صاحب سگری امیر جماعت احمدیہ یادگیر جلسہ ہوا۔ خاکسار کی تلاوت کے بعد مکرم رفعت اللہ صاحب جینا نے نظم پڑھی متن پیشگوئی مصلح موعود مکرم منیرالدین خان صاحب نے پڑھا بعدہ مکرم اسامہ احمدی صاحب مکرم محمد ابراہیم صاحب تیر گر عزیز ذکی الدین مہدی مکرم مصلح الدین صاحب سعدی مبلغ سلسلہ نے تقریر کی اور مکرم فاروق احمد صاحب احمدی مکرم محمود احمد صاحب جنگڑی نے نظم پڑھی۔ آخر پر صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ بعدہ جن خدام و اطفال نے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کی تھی ان کو انعامات دیئے گئے جلسہ میں کثیر تعداد میں مرد و زن نے شرکت کی۔ (محمود احمد گلبرگی خادم مسجد یادگیر)

چنتہ کنٹہ: - ۲۰ فروری کو بعد نماز مغرب وعشاء مسجد فضل عمر چنتہ کنٹہ میں زیر صدارت مکرم سراج احمد صاحب سابق امیر جماعت جلسہ ہوا۔ مکرم نذیر احمد صاحب طاہر سیکرٹری تحریک جدید کی تلاوت سے کارروائی شروع ہوئی مکرم بشارت احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مکرم ناصر احمد صاحب عزیز ضمیر احمد صاحب نے نظم پڑھی مکرم بی انور احمد صاحب مکرم مولوی عبدالحفیظ صاحب نے پیشگوئی در بارہ مصلح موعود پڑھ کر سنائی ازاں بعد مکرم عزیز احمد صاحب مکرم محمود احمد صاحب بابو سیکرٹری مال مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم انسپکٹر وقف جدید اور خاکسار نے تقریر کی۔ صدارتی خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ کثیر تعداد میں مرد و زن نے شرکت کی۔ تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (پی ایم رشید مبلغ سلسلہ)

ہوشیار پور: - ۲۰ فروری کو احمدیہ مشن ہوشیار پور میں زیر صدارت مکرم عبید اللہ صاحب آف مانچسٹر جلسہ ہوا۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب نے تلاوت کی اور مکرم شعیب احمد صاحب نے ترجمہ سنایا، خاکسار نے نظم پڑھی مکرم قاری نواب احمد صاحب نے پیشگوئی کا الہامی متن سنایا۔ اور خاکسار نے تقریر کی جلسہ میں ۳۰ افراد نے شرکت کی سب کی ناشتہ و چائے سے تواضع کی گئی۔ (نصر الحق مبلغ ہوشیار پور)

بھدرواہ: - ۲۵ فروری کو بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم غلام احمد صاحب قادر مبلغ سلسلہ جلسہ ہوا۔ عزیز ظہیر الدین صاحب نے تلاوت کی عزیز مدثر اقبال کاغذگر نے نظم پڑھی۔ مکرم عبدالقیوم صاحب میر نے متن پڑھ کر سنایا۔ بعدہ مکرم محمد اقبال صاحب ملک مکرم خورشید احمد صاحب میر۔ مکرم ڈاکٹر محمد اقبال گنائی اور صدر اجلاس نے تقریر کی جبکہ مکرم محمود احمد صاحب میر۔ عزیز افضال احمد صاحب ملک۔ عزیز اظہار احمد صاحب میر نے نظم پڑھی۔ (صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ)

کٹک: - ۲۰ فروری بعد نماز مغرب دار التبلیغ کٹک میں زیر صدارت مکرم عبدالباسط خان صاحب صوبائی امیر اڑیسہ جلسہ ہوا۔ مکرم مطہر احمد صاحب نے تلاوت کی مکرم سید ابو نصر تبشیر احمد نے نظم پڑھی اور مکرم سید فضل جلیل صاحب مکرم محمد اسماعیل طاہر صاحب نمائندہ تحریک جدید مکرم طاہر کلیم صاحب نائب امیر کٹک خاکسار اور صدر اجلاس نے تقریر کی آخر پر تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ (محمد معراج علی مبلغ سلسلہ)

کانپور: - جماعت احمدیہ کانپور نے ۲۰ فروری کو رات ۸ بجے شفیع ہال چمن گنج میں جلسہ کیا جس کی صدارت مکرم محمد شعیب صاحب صدر جماعت نے کی۔ مکرم مولوی سید آزاد حسین معلم وقف جدید نے تلاوت کی۔ مکرم حاجی ظفر عالم صاحب نے نظم پڑھی۔ مکرم حامیہ صاحب نے حضرت مصلح موعود کی پاکیزہ نصائح بیان کیں۔ بعدہ عزیزان محمد رمضان۔ مجیب الرحمٰن۔ لئیق احمد نعیم احمد مکرم میاں محمد رئیس احمد صاحب صدیقی معشوق علی صاحب آف کلکتہ۔ عبدالستار صاحب نے تقریر کی۔ مکرم محمد شعیب احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ خاکسار کے بعد محترم صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ رات دس بجے جلسہ ختم ہوا۔ آخر پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (شرافت احمد خان مبلغ سلسلہ)

سیتاپور: - احمدیہ مشن سیتاپور (یوپی) میں سیتاپور سرکل کے زیر اہتمام خاکسار کی زیر صدارت دوپہر کو جلسہ ہوا۔ مکرم نصیر احمد صاحب نے تلاوت کی۔ نظم عزیز شکیل احمد صاحب اور نعت عزیز اقبال احمد نے پڑھی۔ بعدہ مکرم مولوی شمیم صاحب۔ مکرم محمد اشرف حسین صاحب مکرم ساجد علی صاحب صدر جماعت احمدیہ اور آخر پر خاکسار نے تقریر کی۔ اس موقعہ پر تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ جلسہ کے اختتام پر خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات اور تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔

(ظفر احمد گلبرگی سرکل انچارج سیتاپور۔ یوپی)

کالیکٹ: - ۲۵ فروری کو بعد نماز عصر بیت القدوس میں زیر صدارت محترم امیر صاحب صوبائی جلسہ ہوا۔ مکرم سی وی محمد صاحب نے تلاوت کی مکرم کے اے نذیر احمد صاحب نے نظم سنائی۔ بعدہ مکرم ٹی احمد سعید صاحب زعیم مجلس انصار اللہ کالیکٹ مکرم مولوی ناصر احمد صاحب مکرم مولوی شمس الدین صاحب اور صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ کثیر تعداد میں احباب و مستورات نے شرکت کی۔

(ٹی احمد سعید سیکرٹری تعلیم و تربیت کالیکٹ کیرلہ)

سنگارپور (بلدی پدا اڑیسہ) ۲۰ فروری کو مسجد احمدیہ میں بعد نماز عشاء خاکسار کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ عزیز شیخ وحید احمد نے تلاوت کی۔ عزیز شیخ شمیم احمد کی نظم کے بعد مکرم شیخ شاہجہان صاحب سیکرٹری مال۔ خاکسار شمس الدین خان نے تقریر کی رات ۹ بجے جلسہ ختم ہوا۔ (شمس الدین خان معلم وقف جدید)

جماعت احمدیہ میں
نظام شوریٰ

(چوھدری حمید اللہ - وکیل اعلیٰ تحریک جدید)

(قسط نمبر ۳)

شوریٰ کی اہمیت

مجلس مشاورت ۱۹۲۳ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ضروری ہے کہ کوئی جماعت اپنا مرکز قائم کرے اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ خلیفہ ہو جو اپنی رائے میں آزاد ہو لیکن وہ سب سے مشورہ طلب کرے۔ جو رائے اس کو پسند آئے وہ اس کو قبول کرلے اور جو رائے اس کو دین کے لئے اچھی نہ معلوم ہو خواہ وہ ساری جماعت کی ہو اس کو رد کر دے اور اس کے مقابلہ میں جو بات اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالے اور جس پر اس کو قائم کرے وہ اس کو پیش کرے اور لوگ اس کو قبول کر کے عمل کریں"۔(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۳ء، صفحہ ۷)

"خلیفہ کے باوجود مشورہ کی ضرورت ہے اور باوجود خلافت کی موجودگی کے مشورہ کی ضرورت ہے"۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۳ء، صفحہ ۲)

"کوئی خلافت مستحکم نہیں ہو سکتی جب تک اس کے ساتھ مشورہ نہ ہو"۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۳ء، صفحہ ۸)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ نے خلافت ثالثہ کے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زندگی پر سوانح فضل عمر ترتیب دی اور اس کی جلد دوم میں صفحہ ۱۷۵ تا صفحہ ۲۱۲ "مجلس مشاورت" پر بہت جامع معلومات پیش فرمائی ہیں۔ پھر حضور ایدہ اللہ کے فرمودہ خطبات میں مزید تفصیلات آگئی ہیں۔ "شوریٰ کی اہمیت" سے متعلق چند ارشادات درج ذیل ہیں:

(۱)

"سوانح فضل عمر" مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ پر تحریر ہے:

"آج بھی یہ پاکیزگی اور تقدس کی روح مجلس مشاورت میں اسی طرح نظر آتی ہے۔ آج بھی وہی پاکیزہ فضا ہے۔ آج بھی وہی قدوسیوں کا اجتماع انابت الی اللہ کا منظر پیش کرتا ہے۔ آج بھی محض للہ مشورے دئے جاتے اور قبول کئے جاتے ہیں۔ آج بھی دعاؤں کا وہی رنگ ہے اور خلافت کی وہی عظمت اور وہی احترام دلوں میں قائم ہے۔ دعائیں آج بھی اسی طرح آنسوؤں ہی کی زبان سے کی جاتی ہیں"۔

(۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۹۲ء میں فرمایا:

"جماعت اور مجلس شوریٰ حقیقت میں ایک ہی وجود کے دو نام بن جاتے ہیں۔ جیسے خلافت اور جماعت درحقیقت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اسی نقطہ نگاہ سے میں ہمیشہ یہی یقین رکھتا ہوں کہ خلافت کے بعد اگر شوریٰ کا نظام پوری جماعت میں مستحکم ہو جائے جیسا کہ اللہ کے فضل کے ساتھ خلافت مستحکم ہو چکی ہے تو اتنی بڑی طاقت جماعت کے نظام میں پیدا ہوگی کہ کوئی دنیا کی طاقت پھر اس کو مٹا نہیں سکتی"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء، بمقام برسلز صفحہ ۲)

(۳)

مزید فرمایا:

"جماعت احمدیہ کی تربیت کے لئے مجلس شوریٰ بہت ہی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی شخصیت کو زندہ رکھنے کے لئے، اس کی صلاحیتوں کی حفاظت کے لئے یہ نظام بہت ضروری اور بہت ہی اہم کام کرنے والا ہے۔ چنانچہ جتنے یورپ کے ممالک میں اور دوسرے ممالک میں بھی جن میں مجلس شوریٰ قائم ہو چکی ہے وہاں سے اطلاعیں مجھے ملتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جماعت میں ایک بالکل نئی زندگی، نئی تازگی اور نیا اعتماد پیدا ہو گیا ہے اور ترقی کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء، بمقام برسلز صفحہ ۲)

(۴)

اسی طرح فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے تدریجاً آپ کی بھی ترقی ہوگی۔ آپ یوں سمجھیں کہ آج آپ بالغ ہوگئے ہیں کیونکہ مجلس شوریٰ کے بغیر بلوغت نہیں آتی۔ خیالات کی پختگی، وہ وقار، وہ ذاتی طور پر ذمہ داری میں شامل ہو کر بوجھ اٹھانے کا جو ایک خاص لطف ہے وہ مجلس شوریٰ کے بغیر پوری طرح آ نہیں سکتا"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء، بمقام برسلز صفحہ ۲)

(۵)

۱۹۹۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"آنحضرت ﷺ ایک ہی نبی ہیں جن کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا ورنہ دنیا کی تمام کتب کا آپ مطالعہ کرلیں کہیں بھی کسی نبی کو رحمۃ للعالمین قرار نہیں دیا۔ قوموں کے لئے رحمت تو پیدا ہوئے لیکن عالمین کے لئے ایک ہی نبی تھا جسے رحمت کا مظہر بنا کر بھیجا گیا اور رحمت ہے جس کو شوریٰ کی بنا بنایا گیا ہے۔ شوریٰ کی بنا قرار دیا گیا ہے۔ اگر رحمت کے بغیر محض عقل کے بندھن قوم کو باندھے ہوئے ہوں تو ان مشوروں میں ہی سچا تقویٰ اور دیانت پیدا ہو ہی نہیں سکتے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹/مارچ ۱۹۹۶ء)

(۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"یہ مشورے جو آپ دئے جارہے ہیں یہ دنیوی تاریخ کے نقطہ نگاہ سے بڑے ہی اہم ہیں۔ آج سے ہزاروں سال بعد کے لوگ بھی مجلس شوریٰ کے مشوروں کا حوالہ دیا کریں گے کہ فلاں شوریٰ میں اس قسم کی بحث ہوئی تھی اور اس فیصلہ پر ہر جماعت پہنچی تھی۔ ہم میں سے اکثر لوگ مجلس مشاورت کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اگر ہمارے ذہن میں یہ بات ہو کہ مجلس شوریٰ کتنی اہم ہے۔ اس کے اثرات دور رس ہیں تو ہم بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے منہ سے الفاظ نکالیں۔ کیونکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے ان الفاظ نے دنیا کے لئے ایک مثال بن جانا ہے۔ خدا کرے وہ دن جلد آئیں لیکن بہرحال وہ دن آنے والے ہیں کہ ساری دنیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔

غرض یہ مجلس ساری دنیا کے لئے نمونہ ہے۔ ہم اتنے اہم مشورے کے لئے جمع ہوں اور پھر غیر محتاط الفاظ ہمارے منہ سے نکل جائیں، یہ ہمیں زیب نہیں دیتا۔ ترقی کرنے والی قوموں کی زندگی مسلسل غور و فکر اور عزم میں گزرتی ہے۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص یا قوم پوری طرح فکر اور تدبر کرنے کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچتی ہے اور اس پر وہ عمل کرتی ہے۔ ہمیں قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ ایک وقت تم پر ایسا آتا ہے جب تم ﴿شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ پر عمل کر رہے ہوتے ہو۔ تم جماعت کی ترقی، اسلام کی ترقی اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے قیام کے لئے باہم مشورہ کر رہے ہوتے ہو۔ پھر ایک وقت ایسا ہوتا ہے جب تم ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ پر عمل کر رہے ہوتے ہو۔ یعنی کسی پختہ نتیجہ تک پہنچ جاتے ہو اور پھر تم اپنے وسائل کی طرف نظر نہیں کرتے بلکہ اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد خواہ وسائل تھوڑے ہوں خواہ زیادہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے میدان عمل میں قدم رکھ دیتے ہو اور اس کے بعد تم ایک قدم پیچھے نہیں ہٹتے"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۶ء، صفحہ ۷۹، ۸۰)

(۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"مجلس شوریٰ میں جو فیصلہ ہوتا ہے اُس کے یہ معنے ہیں کہ وہ خلیفہ کا فیصلہ ہے کیونکہ ہر امر کا فیصلہ مشورہ لینے کے بعد خلیفہ ہی کرتا ہے۔ اس لئے ان فیصلوں کی پوری پوری تعمیل ہونی چاہئے۔ جب تک کام کرنے والوں میں یہ روح نہ ہو کہ جو حاکم ہے اس کے احکام کی اطاعت کی جائے اس وقت تک ان کے حکم کا بھی کوئی احترام نہ کرے گا"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء، صفحہ ۳۱)

(۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"ہمارے کام کی اور ہماری ذمہ داریوں کی شکل بدل رہی ہے۔ بدل چکی بھی ہے اور بدل رہی بھی ہے۔ اس واسطے یہ چیز کہ Routine کے مطابق ہماری مشاورت یہاں آکر بیٹھے، باتیں کرے اور چلی جائے اس کا دنیا کو کوئی فائدہ نہیں۔ آپ نے دنیا کے مسائل کو حل کرنا ہے۔ اس کے متعلق سوچیں اور اصل میں تو خدا نے آپ کو Base بنا دیا ہے"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۷ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۹)

(۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"دراصل شوریٰ کے نمائندے ایک خاص رنگ میں اپنے اپنے حلقوں کے قائد بنتے ہیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۹)

(۱۰)

شوریٰ کے فوائد

۱۔ "کئی نئی تجاویز سوجھ جاتی ہیں۔

۲۔ مقابلہ کا خیال نہیں ہوتا اس لئے لوگ صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۳۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ باتوں باتوں میں کئی باتیں اور طریق معلوم ہو جاتے ہیں۔

۴۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ باہر کے لوگوں کو کام کرنے کی مشکلات ہوتی ہیں۔ خلیفہ کے کام میں سہولت ہوتی ہے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء، صفحہ ۱۶)

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

بانی جماعت اسلامی کا حیرت انگیز اعتراف

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورّخ احمدیت ربوہ)

مسیح محمدی کا آسمانی پیغام

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ مسیحیت کی پہلی معرکہ آراء کتاب ''فتح اسلام'' میں تحریر فرمایا:-

''اے حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبّو! آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جسمیں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا ایمانی اور کیا عملی جس قدر امور ہیں سب میں سخت فساد واقع ہو گیا ہے اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے۔ وہ چیز جس کو ایمان کہتے ہیں اس کی جگہ چند لفظوں نے لے لی ہے جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے اور وہ امور جن کا نام اعمال صالحہ ہے اُن کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اُس سے بکلّی بے خبری ہے۔ اس زمانہ کا فلسفہ اور طبعی بھی روحانی صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے۔ اُس کے جذبات اُس کے جاننے والوں پر نہایت بداثر کرنے والے اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ زہریلے مواد کو حرکت دیتے اور سوئے ہوئے شیطان کو جگا دیتے ہیں ان علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بدعقیدگی پیدا کر لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم وصلوٰۃ وغیرہ کے عبادت کے طریقوں کو تحقیر اور استہزاء کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اُن کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی کچھ وقعت وعظمت نہیں بلکہ اکثر ان میں سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریّت کے رگ و ریشہ سے پُر اور مسلمانوں کی اولاد کہلا کر پھر دشمنِ دین ہیں۔ جو لوگ کالجوں میں پڑھتے ہیں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہنوز وہ اپنے علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوتے کہ دین اور دین کی ہمدردی سے پہلے ہی فارغ اور مستعفی ہو چکتے ہیں''۔

مغربی اقوام کے فتنوں کا خوفناک نقشہ اور اس کا علاج

ازاں بعد مغربی اقوام اور پادریوں کی دجالی کارروائیوں کا خوفناک نقشہ کھینچتے ہوئے مسلمانان عالم پر واضح فرمایا کہ:-

اب اے مسلمانو سُنو! اور غور سے سُنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کیلئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور اُن کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے اِسی راہ میں ختم کئے گئے۔ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک اُن کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُر زور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کیلئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکاتِ خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرۂ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ موم کا بُت توڑ دیا جائے جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے۔ سو اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اُٹھانے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دنیا میں آتا۔ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور اَنہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمکار دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔

اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کیلئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمہ اسلام و اشاعتِ نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کیلئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہیں دونگا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چُپ رہتا اور اپنے اُس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں موکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کریگا۔ سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا۔ اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پورا کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اُس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے''۔ (فتح اسلام طبع اوّل ۱۸۹۱ء صفحہ ۲تا۹)

علماء وقت اور مشائخ کو زبردست انتباہ

یہ عالمگیر طوفان ضلالت کا زمانہ تھا جو کہ آسمانی مامور کے ظہور کا تقاضا کرتا تھا مگر اُس دور کے علماء اس کے سامنے بے بس تھے اور سارا زور انجمنیں قائم کرنے اور مدارس کھولنے میں لگا رہے تھے اسی طرح مشائخ محض مریدوں کو وعظ و تلقین کرنے یا قرآن و حدیث کے تراجم پھیلانے یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقوں اور مشقوں کے سکھلانے میں مگن تھے مگر حضرت اقدس نے واضح حقائق اور روشن دلائل کے ساتھ واضح کیا کہ موجودہ عالمگیر فتنوں کا ان سے ہرگز کوئی ازالہ نہیں ہو سکتا بلکہ مشائخ کے طریقوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صاف طور پر انتباہ فرمایا کہ:-

''موخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن'' (حاشیہ صفحہ -۹)

دہلی کے سجادہ نشین سید حسین شاہ مودودی کو دعوت مباہلہ

افسوس علماء وقت اور گدی نشینوں نے خدا کے مامور کی آسمانی آواز پر لبیک کہنے کی بجائے شدید مخالفتوں کے طوفان کھڑے کر دیئے حتّی کہ کفر وارتداد تک کے فتاوی دیئے جس پر حضور اقدس نے انہیں خدا کے حکم پر نام لے لے کر میدان مباہلہ میں آنے کی دعوت دی اور قبل از وقت اعلان فرمادیا:

''میری دُعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال اُن بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا'' (انجام آتھم صفحہ ۶۷ اشاعت جنوری ۱۸۹۸ء)

انہی سجادہ نشینوں اور گدی نشینوں میں بانی جماعت اسلامی سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی (ولادت ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء - وفات ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء) کے دادا سید حسین شاہ مودودی دہلی بھی تھے (صفحہ ۷۱) خدا کے شیر کی للکار کے سامنے یہ لوگ دم بخود رہ گئے اور دوسرے لوگوں کے علاوہ سید حسین شاہ مودودی کو بھی میدان میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

Ph: SHOWROOM : 237-2185,236-9893 WAREHOUSE : 343-4006, 343-4137 RESI : 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX : 91-33-236-9893

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا حیرت انگیز اعتراف

''الجماعت'' بنانا خدا کے ماموروں کا کام ہے مگر سید حسین شاہ مودودی کے پوتے ابوالاعلیٰ مودودی نے خود ہی ایک جماعت بنائی اور پھر اپنی نگرانی میں نام نہاد ''انتخاب'' کرا کے ''منصب امامت'' سنبھال لیا اور جماعت احمدیہ کے خلاف ایک متوازی پارٹی کھڑی کر کے پوری عمر جماعت احمدیہ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے۔ لیکن خدا کا تصرّف ملاحظہ ہو کہ انہیں اپنی زندگی میں نہایت واضح لفظوں میں اعتراف کرنا پڑا کہ موجود عالمگیر طوفان ضلالت کا مقابلہ مادّی علماء کے بس کا روگ نہیں یہ طاقت و قوت صرف اور صرف خدا کے نبی کو حاصل ہے کہ وہ ان سیلاب کو نبی کی نظر سے دیکھ کر اُن کا مداوا کر سکے چنانچہ فرماتے ہیں:

''اسلام ہے کہاں ؟ مسلمانوں میں نہ اسلامی سیرت ہے، نہ اسلامی اخلاق، نہ اسلامی افکار ہیں نہ اسلامی جذبہ۔ حقیقی اسلامی روح نہ ان کی مسجدوں میں ہے نہ مدرسوں میں، نہ خانقاہوں میں۔ عملی زندگی سے اسلام کا ربط باقی نہیں رہا۔ اسلام کا قانون نہ ان کی شخصی زندگی میں نافذ ہے نہ اجتماعی زندگی میں۔ تمدن و تہذیب کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کا نظم صحیح اسلامی طرز پر باقی ہو۔ ایسی حالت میں در اصل مقابلہ اسلام اور مغربی تہذیب کا نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی افسردہ، جامد اور پس ماندہ تہذیب کا مقابلہ ایک ایسی تہذیب سے ہے جس میں زندگی ہے، حرکت ہے، روشنی علم ہے، گرمی عمل ہے۔ ایسے نامساوی مقابلہ کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے وہی ظاہر ہو رہا ہے۔ مسلمان پسپا ہو رہے ہیں۔ ان کی تہذیب شکست کھا رہی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ مغربی تہذیب میں جذب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کے دلوں اور دماغوں پر مغربیت مسلّط ہو رہی ہے۔ ان کے ذہن مغربی سانچوں میں ڈھل رہے ہیں، ان کی فکری و نظری قوتیں مغربی اصولوں کے مطابق تربیت پا رہی ہیں۔ ان کے تصورات، ان کے اخلاق، ان کی معیشت، ان کی معاشرت، ان کی سیاست، ہر چیز مغربی رنگ میں رنگی جا رہی ہے۔ ان کی نئی نسلیں اس تخیل کے ساتھ اُٹھ رہی ہیں کہ زندگی کا حقیقی قانون وہی ہے جو مغرب سے ان کو مل رہا ہے۔ یہ شکست در اصل مسلمانوں کی شکست ہے مگر بد قسمتی سے اس کو اسلام کی شکست سمجھا جاتا ہے۔

ایک ملک نہیں جو اس مصیبت میں گرفتار ہو۔ ایک قوم نہیں جو اس خطرہ میں مبتلا ہو۔ آج تمام دنیائے اسلام اسی خوفناک انقلاب کے دور سے گزر رہی ہے۔ در حقیقت یہ علماء کا کام تھا کہ جب اس انقلاب کی ابتداء ہو رہی تھی اس وقت وہ بیدار ہوتے، آنے والی تہذیب کے اصول و مبادی کو سمجھتے، مغربی ممالک کا سفر کر کے ان علوم کا مطالعہ کرتے جن کی بنیاد پر یہ تہذیب اُٹھی ہے۔ اجتہاد کی قوت سے کام لے کر ان کار آمد علمی اکتشافات اور عملی طریقوں کو اخذ کر لیتے جن کے بل پر مغربی قوموں نے ترقی کی ہے اور ان نئے کل پرزوں کو اصول اسلام کے ماتحت مسلمانوں کے تعلیمی نظام اور ان کی تمدنی زندگی کی مشین میں اس طرح نصب کر دیتے کہ صدیوں کے جمود سے جو نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی ہو جاتی اور اسلام کی گاڑی پھر سے زمانہ کی رفتار کے ساتھ چلنے لگتی۔ مگر افسوس کہ علماء (الا ماشاء اللہ) خود اسلام کی حقیقی روح سے خالی ہو چکے تھے۔ ان میں اجتہاد کی قوت نہ تھی، ان میں تفقہ نہ تھا، ان میں حکمت نہ تھی، ان میں عمل کی طاقت نہ تھی، ان میں یہ صلاحیت ہی نہ تھی کہ خدا کی کتاب اور رسولِ خدا کی علمی و عملی ہدایت سے اسلام کے دائمی اور لچکدار اصول اخذ کرتے اور زمانہ کے متغیر حالات میں ان سے کام لیتے۔ ان پر تو اسلاف کی اندھی اور جامد تقلید کا مرض پوری طرح مسلّط ہو چکا تھا جس کی وجہ سے وہ ہر چیز کو ان کتابوں میں تلاش کرتے تھے جو خدا کی کتابیں نہ تھیں کہ زمانے کی قیود سے بالاتر ہوتیں۔ وہ ہر معاملہ میں ان انسانوں کی طرف رجوع کرتے تھے جو خدا کے نبی نہ تھے کہ ان کی بصیرت اوقات اور حالات کی بندشوں سے بالکل آزاد ہوتی۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ ایسے وقت میں مسلمانوں کی کامیاب رہنمائی کر سکتے جب کہ زمانہ بالکل بدل چکا تھا اور علم و عمل کی دنیا میں ایسا عظیم تغیر واقع ہو چکا تھا جس کو خدا کی نظر تو دیکھ سکتی تھی، مگر کسی غیر نبی انسان کی نظر میں یہ طاقت نہ تھی کہ قرنوں اور صدیوں کے پردے اُٹھا کر ان تک پہنچ سکتی۔ اس میں شک نہیں کہ علماء نے نئی تہذیب کا مقابلہ کرنے کی کوشش ضرور کی، مگر مقابلہ کیلئے جس سر و سامان کی ضرورت تھی وہ ان کے پاس نہ تھا۔ حرکت کا مقابلہ جمود سے نہیں ہو سکتا۔ رفتار زمانہ کو منطق کے زور سے نہیں بدلا جا سکتا۔ نئے اسلحہ کے سامنے فرسودہ اور زنگ آلود ہتھیار کام نہیں دے سکتے۔ علماء نے جن طریقوں سے امّت کی رہنمائی کرنی چاہی ان کا کامیاب ہونا کسی طرح ممکن ہی نہ تھا۔ جو قوم مغربی تہذیب کے طوفان میں گھر چکی تھی وہ آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر اور حواس کو معطّل کر کے کب تک طوفان کے وجود سے انکار کرتی اور اس کے اثرات سے محفوظ رہتی؟ جس قوم پر تمدن و تہذیب کا جدید نظام سیاسی طاقت کے ساتھ محیط ہو چکا تھا وہ اپنی عملی زندگی کو مغلوبی و محکومی کی حالت میں اس کے نفوذ و اثر سے کس طرح بچا سکتی تھی؟ آخر کار وہی ہوا جو ایسے حالات میں ہونا چاہئے تھا۔

سیاست کے میدان میں شکست کھانے کے بعد مسلمانوں نے علم اور تہذیب و تمدن کے میدان میں بھی شکست کھائی اور اب ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ دنیائے اسلام کے ہر خطہ میں مغربیت کا طوفان بلا کی تیزی سے بڑھتا چلا آ رہا ہے جس کی رَو میں بہتے بہتے مسلمانوں کی نئی نسلیں اسلام کے مرکز سے دُور۔ کوسوں دُور نکل گئیں''۔ (تنقیحات صفحہ ۴۰ تا ۴۲ ناشر دار الاشاعت اسلامی لاہور پچیسویں اشاعت نومبر ۱۹۹۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں:-

ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہے رستگار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے

چلتے پھرتے فرشتے

از عزیزم مکرم بشارت احمد صاحب (امریکہ) ابن حضرت مولانا ابو البشارت مولوی عبد الغفور صاحب رضی اللہ عنہ (مبلغ سلسلہ احمدیہ)

میں ابھی بچہ تھا کہ قادیان میں غالباً سیدہ ام طاہر صاحبہ کی وفات کے موقعہ پر بہت سے احباب حضور کے گھر کی طرف رواں دواں تھے۔ احمدیہ بازار کی تنگ گلی پوری طرح بھری ہوئی تھی۔ میرے آگے آگے حضرت مولٰنا شیر علی رضی اللہ عنہ جا رہے تھے۔ زیادہ ہجوم کی وجہ سے میرا ایک پاؤں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی چھڑی کو جا لگا۔ آپ کی چھڑی ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی۔ آپ جھکے اور چھڑی اٹھا کر پھر چلنے لگے۔ مجھے بہت ندامت ہوئی اور سخت شرمندگی کے عالم میں پھر خراماں خراماں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ تھوڑا دور چلنے کے بعد پھر مجھ سے بے احتیاطی ہو گئی۔ اور میرا پاؤں پھر آپ کی چھڑی کو جا لگا اور آپ کی چھڑی پھر زمین پر جا گری۔

اب تو میں بہت گھبرایا اور ندامت سے پانی پانی ہو گیا۔ نہ جانے حضرت مولوی صاحب کیا کہیں؟ مگر قربان جایئے مسیح کے اس مقدس حواری کے۔ آپ نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا نہ کسی غصہ کا اظہار کیا بلکہ خاموشی سے جھکے اور چھڑی اٹھا کر پھر چلنے لگے...

کوئی دنیا دار ہوتا تو ضرور میرے منہ پر چانٹا مارتا اور منہ سرخ کر کے کہتا کہ کیا اندھا ہو رہا ہے دیکھ کے نہیں چل سکتا! یہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کا اثر واقعی یہ لوگ چلتے پھرتے فرشتے تھے۔

خوب گرما گرم مقابلہ تھا۔ تعلیم الاسلام کالج قادیان کی غربی جانب مسجد نور سے متصل میدان میں قادیان کی ایک ہاکی ٹیم اور باہر سے آئی ہوئی ایک ہاکی ٹیم، جس میں چند سکھ بھی شامل تھے، کے مابین ہاکی کا میچ کھیلا جا رہا تھا۔ زبردست مقابلہ کی وجہ سے مجمع میں خوب جوش و خروش تھا۔ اچانک ہمارے ایک کھلاڑی نے ایسا پینترا دیا کہ مقابل پر آنے والا سکھ کھلاڑی اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا اور چاروں شانے چت زمین پر اس طرح آ رہا کہ اسکے لمبے لمبے بال (کیس) کھل کر بری طرح بکھر گئے۔ اس حالت کو دیکھ کر چند لوگ ہنس پڑے۔ میری عمر اس وقت تقریباً دس بارہ برس کی تھی میں بھی ان ہنسنے والوں میں شامل تھا۔ عین اس وقت پیچھے سے کسی نے انگلیوں سے میرے دونوں کانوں کو چھیڑا۔ مینے سمجھا میرا کوئی کلاس فیلو مجھے متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ اور مینے اسکی اس حرکت پر غصہ سے پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھا۔

مگر ایکدم ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ انگلیوں سے کانوں کو چھیڑنے والا میرا کلاس فیلو نہیں تھا بلکہ حضرت میاں ناصر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) تھے۔ میرے پیچھے کی طرف دیکھتے ہی آپ نے بہت سنجیدگی سے فرمایا۔ ''دیکھو بچے؟ کسی کی تکلیف پر ہنسا نہیں کرتے''۔

میرا چہرہ شرم سے سُرخ ہو گیا اور پورے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ آج بھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو ایک عجیب سی کپکپی محسوس ہوتی ہے۔ اور کانوں میں وہی آواز گونجنے لگتی ہے۔ ''کسی کی تکلیف پر ہنسا نہیں کرتے''

اور اب زندگی کا ایک اور پیارا سبق آپ نے یہ سکھایا کہ الٰہی جماعتیں اپنی تکلیفوں پر بھی مسکراتی ہیں۔

(مرسلہ امۃ الھادی رشید الدین۔ از کراچی پاکستان)

ارشاد نبویؐ
اَلْاَمَانَةُ عِزٌّ
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹنک لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222, 248-1652, 243-0794
رہائش- 237-0471, 237-8468

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 50 Thursday, 10th May 2001 Issue No 19

☎ (0091) 01872-20757
01872-21702
FAX:(0091) 01872-20105

منجیری (کیرلہ) میں جماعت احمدیہ کا قیام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صوبہ کیرلہ کے ایک مشہور مسلم اکثریتی شہر منجیری میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مورخہ ۲۰۰۰-۱-۱۲ بروز جمعہ اس سلسلہ میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم مولوی کے محمود احمد صاحب فاضل مشیر صوبائی امارت کیرلہ نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ اس میں شریک ہونے کیلئے جماعت کالیکٹ پتھ پریم، کرولائی، کالکولم، وانیمبلم سے احباب منجیری آئے ہوئے تھے۔

نماز جمعہ کے بعد محترم مولوی صاحب کی زیر نگرانی نئے عہدیداران کا انتخاب مل میں آیا۔ جماعت ھذا میں مرد وزن اور بچے ملا کر ۲۱ افراد ہیں۔ اس میں ۱۳ افراد کو امسال قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ ایک زیر تبلیغ دوست باقاعدگی سے منجیری میں نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شہر منجیری میں گذشتہ اپریل میں صوبائی کانفرنس منعقد ہونے کے بعد اب تک دعوتِ الی اللہ کا کام جاری ہے۔ کانفرنس کے بعد کیرلہ کے ایک مشہور سنّی فرقہ کی طرف سے شہر منجیری میں ایک پبلک جلسہ جماعت کی مخالفت میں ہوا۔ جس میں جماعت کے خلاف اعتراضات کئے گئے۔ اس کے بعد اسی جگہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے چار روزہ کامیاب تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں تمام اعتراضات کے مسکت اور مدلل جوابات دیئے۔ جلسہ ھذا میں سیکڑوں کی تعداد میں غیر از جماعت بھی شریک ہوئے تھے۔ اور جلسہ کے بارے عوام میں خوب چرچہ ہوا۔ علاوہ ازیں اس جلسہ سے شہر منجیری میں تبلیغی پروگرام کا آغاز ہوا۔ اور گذشتہ ۳ ماہ سے ہر اتوار کو شہر منجیری میں Ahmadiyya Muslim Information Centre کھولا گیا۔ جس میں میں درس القرآن اور مجلس سوال وجواب کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ محترم مولوی کے محمود احمد صاحب درس القرآن دیتے ہیں اور علمی و تحقیقی سوالات کا مؤثر انداز میں جوابات دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں اس سینٹر کے ذریعہ کثیر تعداد میں متلاشیان حق کو خطوط اور لٹریچر ارسال کئے جاتے ہیں۔

شہر منجیری کے تبلیغی پروگراموں کو کامیاب بنانے میں محترم اے پی کنجا مو صاحب، صوبائی امیر کیرلہ، محترم پی ایم عبداللہ صاحب سیکرٹری تبلیغ کیرلہ، محترم سی کے عبدالغفور صاحب، چیئر مین ملاپورم زون، محترم ٹی کے امیر علی صاحب کنوینر ملاپورم زون محترم پی پی حسن کویا صاحب، منجیری اور زون کی تمام جماعتوں کی خدمات اور بے لوث تعاون قابل ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ جملہ افراد جماعت منجیری کو استقامت اور مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور شہر منجیری میں آباد تمام افراد کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ایچ شمس الدین کاداشیری مبلغ سلسلہ کیرلہ)

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت احمدیہ یراڈپلّی ضلع کریم نگر (آندھرا) کے تحت ۱۲ فروری کو بعد نماز عصر زیر صدارت مکرم گورے میاں صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ یراڈپلّی جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک وعہد اور نظم کے بعد خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں تربیت اولاد، مکرم ایچ ناصر الدین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ نے سیرت آنحضرتؐ پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور اجتماعی دُعا کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔ اور جلسہ اختتام کو پہنچا۔ (عبد المناف بنگالی معلم وقف جدید بیرون یراڈپلّی - آندھرا)

کوریل میں تبلیغی جلسہ

جماعت احمدیہ کوریل (کشمیر) کے زیر اہتمام مورخہ ۲۴ جنوری بعد نماز مغرب مکرم ناصر احمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ کیا گیا۔ مکرم بلال احمد ڈار کی تلاوت کے بعد مکرم طارق احمد ٹھوکر، مکرم وکیل احمد ٹھوکر اور مکرم معراج احمد نے نظمیں پڑھیں۔ ’’حقوق زوجین‘‘ کے موضوع پر مکرم مولوی فیروز احمد صاحب خان معلم وقف جدید بیرون اور ’’جماعت احمدیہ اور خدمت انسانیت‘‘ کے موضوع پر مکرم شفیق احمد صاحب نائک نے تقریر فرمائی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ یہ بابرکت جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (انعام احمد ٹھوکر سیکرٹری تعلیم وتربیت جماعت احمدیہ کوریل کشمیر)

’’مجھے دار و رسن سے ڈر نہیں ہے‘‘

رُخِ روشن ہے دیدہ ور نہیں ہے
یقینِ ناظر و منظر نہیں ہے

مرے نالے سرِ عرشِ معلّٰے
تجھے شکوہ کہ نامہ بر نہیں ہے

تجھے اظہارِ اُلفت پر ندامت
مجھے دار و رسن سے ڈر نہیں ہے

مجھے شک ہے تمہاری دوستی پر
تمہارے ہاتھ میں خنجر نہیں ہے

فقط اِک جذبۂ پرواز کافی
عجب کہنا کہ بال و پر نہیں ہے

اگر ہے نُطق پابندِ سلاسل
مرا فن سوچ سے قاصر نہیں ہے

تجھے مارا ہے میری خامشی نے
زباں میری ترا پتھر نہیں ہے

کہاں ڈھونڈو گے ہوگا میکدے میں
فقیہہ شہر اِمشب گھر نہیں ہے

یہ کس نے کہہ دیا واعظ سے جاکر
جو سچ ہے اب سرِ منبر نہیں ہے

جہاں تشنہ لبی ہو اپنی قسمت
مرے ساقی وہ تیرا در نہیں ہے

﴿ڈاکٹر حافظ فضل الرحمٰن بشیر انچارج احمدیہ ہسپتال تنزانیہ﴾

انٹرنیشنل جلسہ سالانہ امسال جرمنی میں ہوگا

مکرم عبد الماجد صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے اطلاع دی ہے کہ ٹلفورڈ سرے (برطانیہ) کے مقامی حکام اور پولیس چیف نے مشورہ دیا ہے کہ منہ اور کھر کی بڑھتی ہوئی بیماری کے خطرہ کے پیش نظر ٹلفورڈ سرے میں مقررہ تاریخوں میں جلسہ سالانہ یوکے منعقد نہ کیا جائے۔

ان حالات کے پیش نظر جماعت احمدیہ یوکے نے متبادل جگہ تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن ایسی جگہ نہ مل سکی لہٰذا امسال جلسہ سالانہ یوکے منعقد نہیں کیا جاسکتا۔ اس صورت حال کے پیش نظر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت محترم امیر صاحب جرمنی کی دعوت قبول فرماتے ہوئے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ منہائم (جرمنی) میں مورخہ 24-25-26 اگست 2001 بروز جمعہ ہفتہ واتوار کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

جلسہ میں شرکت کیلئے جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے سپانسر لیٹر موصول ہونے پر احباب کو بذریعہ اعلان بدر آگاہ کردیا جائے گا۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

رشی نگر میں تبلیغ جلسہ

مورخہ ۱۶ را اپریل کو جماعت احمدیہ رشی نگر (کشمیر) کے زیر اہتمام ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت محترم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب ایتو نائب امیر جماعت کشمیر نے کی۔ جلسہ کی کارروائی عزیزم عاشق حسین گنائی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ عزیز بشارت احمد کی نظم خوانی کے بعد محترم مولانا عبد الرشید صاحب ضیاء نے وفات عیسیٰؑ پر از روئے قرآن و حدیث روشنی ڈالی۔ موصوف کی تقریر کے بعد غیر از جماعت کے مولوی صاحبان نے وفات عیسیٰؑ پر کچھ سوالات کئے جن کے جوابات محترم عبد المنان صاحب راتھر ناظم تبلیغ نے بڑے ہی پیارے انداز میں دیئے۔ آخر پر صدر صاحب نے اختتامی تقریر کے بعد دُعا کرائی۔ دُعا کے بعد یہ تبلیغی جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ (محمد رمضان معلم وقفِ جدید جماعت احمدیہ رشی نگر